فہرست مضامین مقاصد الاسلام حصہ چہارم

فہرست صحت و غلط نامہ مقاصد الاسلام حصہ چہارم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۵	ر	ہر	۳۳	۱۰	جیسیے	جب سے	۷۸	۲	بناتے	بتانے
۳	۱۲	کمشش النجوم	کمثل النجوم	۳۷	۷	عوض	عیوض	؍؍	۳	بتانے والے	سنانے والی
؍؍	۱۶	علمار	علماء	۳۸	۱۳	جن ہین	جس سے	۸۰	۱۳	دورنگ	دورتگ
۴	۵	کنز العلماء	کنز العمال	۳۹	۱۷	ہین	ہین	۸۷	۱۳	نمونہ حرورے	نمونہ از خروے
؍؍	۱۰	المجاہدہ	المجاہد	۴۴	۳	بندھ	باندہ	؍؍	۱۷	کثر	اکثر
؍؍	۱۴	صلی اللہ علیہ وسلم	صلی اللہ علیہ وسلم نے	۵۱	۱۷	نرہتا	نرہتا ہوتا	۸۸	۲	ملاندا ین	ملاّنہ پن
۵	۵	عبا تون	عبادتون	۵۲	۱۶	وندقون	اون دنون	؍؍	۴	بئری	بڑی
۸	۱۱	فرقہ	فرقتہ	؍؍	۱۶	پکڑ کیا	پکڑ نیکی کیا	؍؍	۹	واو	واڈا
۹	۱	جو نہایت	جو اسلام نہایت	۵۷	۱۲	ہی	ہہی				
۱۴	۱۲	والی نعمتین	والی نعمتون کا	۵۹	۹	پندہرا	پندرہ				
۲۰	۵	جو عورت کے	جو عورت کہ	؍؍	۱۳	کی	کا				
۲۱	۱۰	آنس	آنس	؍؍	؍؍	ہوتی	ہوتا				
۲۴	۱۶	شہید کا ملے	شہیدونکا تولا جائیگا	۶۴	۵	اونکی	اونکا				
۲۵	۸	کرتی ہیں	کرتی ہے	؍؍	۶	جسنے کچھ	جسنے جو کچھ				
۳۰	۱۴	کہ اوسکہ	کہ اوسکے	؍؍	۷	سوچہی	سوجھے				
۳۱	۳	بعد وہی	بعد وہی آدمی	؍؍	۸	شہکا کر	شکار کر				
۳۲	۲	رہے	رہے تو	؍؍	۱۲	لٹادینی	لٹادینا				
؍؍	۹	اتنا کرین	اتنا تو کرین	۶۶	۵	کرنیکے ہم	کرنیکے لئے ہم				
؍؍	۱۰	تدریس اپنے	تدریس اپنے دینی	۷۲	۱۶	اسی	اوسی				

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد و الہ واصحابہ اجمعین - یہ بات پوشیدہ
نہین کہ ہر دین چند اعتقادا ور اعمال کا نام ہے جنکی وجہ سے وہ دوسرے ادیان سے ممتاز ہوتا ہے
اور وہ دینی عقاید کسی مین نہ پائے جائین تو وہ اس دین کا آدمی نہ سمجھا جائیگا۔ مثلاً یہودی خدا
اور تمام انبیا کے قائل ہین جنکو عیسائی مانتے ہین مگر صرف عیسی علیہ السلام کو اور اونکے چند خاص
عقاید کو نہ ماننے کی وجہ سے وہ عیسائی نہین ہوسکتے اسی طرح اور ادیان کا حال ہے اور ہر دین
والے کا طبعی تقضا ہے کہ اپنے دین کو باقی رکھنے اور شائع کرنے مین کوشش کرتا ہے۔ دنیا مین کوئی
دین اور مذہب والی قوم ایسی نہین کہ اپنے دین اور مذہب کی حفاظت مین جان و مال سے کوشش
نہین کرتی جو قومین دنیوی حیثیت سے مہذب سمجھی جاتی ہین انہون نے اسباب مین سب سے زیادہ
حصہ لیا ہے چنانچہ پوپ جو دینی صیغہ کا افسر ہوتا ہے بجائے خود ایک مستقل رئیس ہے جس کو قومی
اعانتون کے وجہ سے مالی ضرورتون مین سلطنت کے طرف کوئی احتیاج نہین باوجود اس کے
سنا جاتا ہے کہ ہندوستان کے خزانہ سے پچاس لاکھہ روپیہ دینی تعلیم مین صرف ہوتا ہے حالانکہ
اصلی باشندگان ملک کو اس تعلیم سے کوئی تعلق نہین اسی طرح ہندوؤن کی مذہبی تعلیم ہندوستان

شائع اور ذائع ہے اس مشاہدہ سے ثابت ہے کہ ہر قوم اور ہر سلطنت خواہ مہذب ہو یا غیر مہذب
اپنے دین اور مذہب کی قدردان ہے اور اسکی حفاظت اور اشاعت مین دریغ نہین کرتی۔
برخلاف اُنکے ہمارے حضرات اہل سنت وجماعت سلمہم اللہ تعالی۔ اسکو چندان ضروری نہین سمجھتے
چنانچہ اس پر قرینہ یہ ہے کہ تہوڑے ہی سال پہلے ہندوستان مین بہت سے دینی مدارس قایم تھے
اور اب صرف معدودے چند رہ گئے ہین جنکا شمار انگلیون پر ہوسکتا ہے اور اونکی بھی یہ حالت
ہے کہ اگر دنیوی مدارس کے ساتھہ اونکا موازنہ کیا جائے تو ہر لحاظ سے کالعدم سمجھے جائینگے اس سے
ظاہر ہے کہ جو مذہب اس کس مپرسی حالت مین ہو اوسکا انجام کیا ہوگا۔

اسی کو دیکھہ لیجئے کہ عموماً اہل اسلام باشندگان ہندوستان دکن اہل سنت وجماعت تھے
اور اسی چالیس پچاس سال کے عرصہ مین کتنے مذاہب باطلہ بن گئے۔ انمین جتنے فرقہ مختلف
نامون سے پکارے جاتے ہین سب اہل سنت وجماعت سے نکلے ہوے لوگ ہین کیونکہ
اُنمین نہ ہنود شریک ہوے نہ یہود و نصاری نہ شیعہ اس سے ظاہر ہے کہ جسقدر ان مذاہب
باطلہ کی مردم شماری ہے وہی تعداد اُن اشخاص کی ہے جو ہمارے مذہب سے خارج ہوگئے ہین
اور روز بروز انکی تعداد بڑہتی اور سنیون کی تعداد گہٹتی جاتی ہے۔ اگر ہمارے کثیر التعداد قوم متوجہ
ہوتی تو کیا ممکن تہا کہ یہ چہوٹے چہوٹے فرقے ہمارے عزیز و اقارب کو ہم سے چہین سکتے۔

یہ بات پوشیدہ نہین کہ مذہب کی حفاظت اور اشاعت اس زمانہ مین صرف علما سے
متعلق ہے کیونکہ ہر مذہب وملت والا شخص اپنے مذہب کی ترقی چاہتا ہے اور اس مذہب کے
عالم مثل آریہ وغیرہ جاہلون پر اُنکے مذہب کی خرابی اپنے مذہب کی عمدگی تحریر و تقریر سے

ثابت کرتے رہتے ہین اگر انکا جواب مذہب کی طرف سے نہ دیا جائے تو جہلا تو کیا متوسط اور
درجہ کے علما بھی متنزلزل ہوتے جاتے ہین۔ اگر اعلی درجہ کے علما مذہب مین نہ ہون جو ہر قسم کے
اعتراضون کے جواب دیسکین۔ تو ظاہر ہے کہ آریہ وغیرہ جو ہر فن مین کمال حاصل کرتے ہین۔
اقسام کے اعتراض کرکے مذہب کو اہل مذہب کے خیالون مین کم وقعت بلکہ بے اصل ثابت
کر دینگے جس سے مذہب کا باقی رہنا ممکن نہوگا اسی وجہ سے حدیث شریف مین ہے قال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم موت العالم ثلمۃ فی الاسلام کذا فی کنز العمال یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ عالم کی موت اسلام مین ایک رخنہ ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جب تک اوس عالم کا کوئی جانشین نہ
ہو اس رخنہ کا انسداد نہین ہوسکتا۔ اب زمانہ سابق اور حال کو صرف سرسری نظر سے دیکھیے
تو معلوم ہوجائیگا کہ اوس زمانہ مین ایک ایک عالم کے جانشین اونکے صدہا شاگرد ہوتے تھے
اور اب جو مشہور اور دین کی حفاظت کرنیوالے علما کا انتقال ہوتا ہے تو انکا قایم مقام
ایک بھی نہین ہوتا حالانکہ ہر زمانہ مین مسلمانون کو علما کی اشد ضرورت ہے جیسا کہ اس
حدیث شریف سے ثابت ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان مثل العلماء کمثل النجوم
فی السماء یہتدی بہا فی ظلمات البر والبحر فاذا انطمست النجوم اوشک ان یضل الہداۃ
کذا فی کنز العمال یعنے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ علماء کی مثال ایسی ہے
جیسے آسمان مین ستارے جنسے جنگل اور سمندر مین لوگ راستہ پاتے ہین اگر ستارے
نہ رہین تو جو لوگ راستہ پر ہین وہ بھی راہ گم کر دینگے۔ اسکی وجہ ظاہر ہے کہ علماء ہی کے
انفاس کی برکت ہے کہ ہر وقت جو شبہات اور وساوس شیاطین الجن والانس مسلمانون

کے دل مین ڈالتے رہتے ہین وہ دفع ہوجاتے ہین اگر ان حضرات کی صحبت میسر نہو تو
اس تاریکی کے زمانہ مین بہت سے گمراہ ہوجائین تائید دین مین ان حضرات کی
سعی مجاہدون کی کوشش سے کم نہین چنانچہ حدیث شریف ہے قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یوزن یوم القیامۃ مداد العلماء و دم الشہداء فیرجح علیہم مداد العلماء علی
دم الشہداء کذا فی کنز العلما یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ علماء نے
جس سیاہی سے لکہا ہے وہ اور شہیدون کے خون قیامت کے روز وزن کئے جائینگے
اسوقت انکی سیاہی کا ہی وزن غالب ہوگا کیون نہو مجاہدون نے جو ملک اپنی جانبازی
سے فتح کیا تہا علماء کی جانفشانیون سے اس مین اسلام باقی رہتا ہے یہی وجہ ہے کہ طالب
علم مجاہد فی سبیل اللہ سے بہی افضل ہے کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم طالب العلم افضل
من المجاہد فی سبیل اللہ کذا فی کنز العمال اور دوسرے حدیث شریف مین ہے العلم
افضل عند اللہ من الصلوٰۃ والصیام والحج والجہاد فی سبیل اللہ تعالے کذا فی کنز العمال
یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ علم اللہ تعالی کے نزدیک نماز اور روزہ اور حج اور جہاد
سے بہی افضل ہے اور یہ بہی حدیث شریف ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم العلم
افضل من العبادۃ کذا فی کنز العمال یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ علم عبادت سے افضل
ہے اسکی وجہ دوسری حدیث شریف سے معلوم ہوتی ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
العلم حیوۃ الاسلام وعماد الدین۔ کذا فی کنز العمال یعنے علم اسلام کی حیوۃ اور دین کا ستون
ہے ظاہر ہے کہ جس چیز سے اسلام کی حیات اور بقا متعلق ہو اس سے عبادت

کیون کر افضل ہوسکے کیونکہ کل عبادتون کا مدار اسلام ہی پر ہے اور اسلام کا مدار علم پر غرض کہ علم کی فضیلت جس قدر بیان کی جائے تہوڑی ہے اور جو حدیثین لکھی گئین مثتے نمونہ از خروارے ہین۔

ان تمام حدیثون سے مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہر ہے کہ ہر زمانہ مین اہل اسلام علم کی تحصیل اور اوسکے باقی رکہنے کا اہتمام سب عبادتون سے زیادہ کرین جس سے خدا و رسول کی خوشنودی حاصل ہو اب غور کیجے کہ جب یہ ضرورت اور فضیلت علم ہر زمانہ مین رہی ہے تو اس زمانہ مین کسقدر اوسکی ضرورت اور فضیلت جملہ عبادات پر ثابت ہوگی کیونکہ اس پر آشوب زمانہ مین علوم جدیدہ کی آندہی پرانی دینی خیالات کو درہم وبرہم کرنے والی ہر طرف سے اوٹہہ رہی ہے آریہ اور ملاحدہ وغیرہ اعتراضون کی بوچہار ہمارے دین پر ہر طرف سے کر رہے ہین جن کے جواب سوائے چند علمار کے ہر عالم بہی نہین دیسکتا اور معترضون کی جماعتین اپنے قومی سرمایہ سے ترقی کرتی جاتی ہین ہمارے مقدس دین و مذہب کے افراد کو ہم سے چہین کر اپنے قبضہ مین لی رہی ہین برخلاف اونکے نامی گرامی علماء جو انتقال کرتے جاتے ہین اونکی جگہ نہ کوئی اونکا قایم مقام ہوتا ہے اور نہ اوس کی فکر قوم کی طرف سے کی جاتی ہے اگر یہی حالت اور چند روز رہے تو آیندہ آنے والی نسلون کو ہمارا دین و مذہب پہنچنے کی کیا صورت ہوگی عموماً قوم کی کم توجہی سے دینی مدارس کی جو حالت ہے اظہر من الشمس ہے یہ بات واضح ہے کہ ہر مسلمان پر اسلام کا حق ثابت ہے جس کا کوئی انکار کر نہین سکتا اور حیات اسلام یعنے علم پر جو حالت گذر رہی ہے

اسوقت ہمارے پیش نظر ہے اور باوجود اس کے کہ ہماری قوم مین بفضلہ تعالی اتنا تمکن موجود ہے کہ آیندہ آنیوالی نسلون تک علم کو محفوظ رکھکر پہنچا سکتے ہین اگر ہماری کم توجھی سے خدانخواستہ حیات اسلام یعنے علم مفقود ہوجائے تو خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو سخت شرمندگی اوٹھانی پڑے گی۔

بفضلہ تعالی اسوقت تک ہماری قوم مین ایسے افراد بہ کثرت موجود ہین کہ اسلام کی برکت سے ہر کار خیر مین روپیہ صرف کرتے ہین چنانچہ نئی مسجدین۔ پل۔ مسافر خانے گنبدین وغیرہ اکثر بنائی جاتی ہین اور کوچہ گرد فقیرون کو روپیہ بھی بہت دیا جاتا ہے مگر اس خیال والے حضرات بہت کم ہین کہ علم پر جسکو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حیات اسلام فرمایا ہے کیا گذر رہی ہے اور کس کس مپرس حالت مین پڑا ہوا ہے۔

مدرسہ دینیہ مین جمع طلبہ دور و دراز سے سفر کرکے تحصیل علوم کے لئے آتے ہین مگر چونکہ آمدنی موجودہ اسقدر نہین کہ سو دیڑھ سو طلباء کے جمیع حوائج پورے ہوسکین اس لئے اونکو صاف جواب دیا جاتا ہے جس سے وہ محروم والیس ہوتے ہین حالانکہ یہہ لوگ وہ ہین جنکی کمال درجہ کی وقعت خدائے تعالی کے نزدیک مسلم ہے جیساکہ اس حدیث شریف سے ثابت ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الملائکۃ یبسطا اجنحتہا لطالب علم کذا فی کنز العمال یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ طالب علمون کے قدمون کے نیچے فرشتے پر بچھاتے ہین اور ایک حدیث شریف یہ ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرحبا لطالب العلم ان طالب العلم لتحفہ الملائکۃ و

وتظلہ باجنحتہا ثم یرکب بعضہا بعضًا حتی تبلغ سماء الدنیا من محبتہم لما یطلب کذا فی کنز العمال
یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آفرین ہے طالب علم کو گہیرے ہوے اپنے فرشتے
اُس کے سر پر ہوتے ہین کہ آسمان تک پہنچ جاتے ہین یہ اوس چیز کی محبت کے سبب سے
ہے جسکو وہ طلب کرتا ہے یعنے یہہ قدر اوسکی علم کی وجہ سے ہوتی ہے اب دیکہئے کہ
جسکی یہ قدر عالم علوی مین ہو اوسکی پرورش مین روپیہ صرف ہو تو کیا عام کوچہ گرد فقرا
کو دینے اور پختہ مسجدین اور گنبدین بنانے کے برابر بھی اوسکا ثواب نہ ہوگا اور کیا
خدا ورسول کی خوشنودی جو اور امور خیر سے مقصود ہے اوس مین حاصل نہ ہوگی
بزرگان دین کا ارشاد ہے کہ انسان وہ ہے جو خیر الخیرین مین تمیز کرے یعنے جب دو قسم
کے نیک کام پیش ہون تو اون مین سے اوس کام کو پہچانکر اختیار کرے جو دونون مین
بہتر ہو دیکہئے حدیث شریف سے ثابت ہے کہ پانی کا صدقہ سب سے افضل ہے مگر جن شہرون
مین کہ پانی کے نل جاری ہین بخیال ثواب اگر کوئین کہدوائے جائین تو کیا شرعًا قابل
تحسین ہونگے خصوصًا ایسی حالت مین کہ دوسرا کار خیر جو دین مین اہم ہے درپیش ہو
اسی طرح اگر دار المساکین بنائے جائین جس مین اندہے لنگڑے وغیرہ معذور رکہے
جائین تو وہ کیا طالب علمون کی دار الاقامت سے وہ بہتر ہونگے ہرگز نہین اس لئے کہ
معذورون کو روزانہ اسقدر آمدنی ہے کہ صرف کہانے کپڑے پر دار المساکین مین
رہنے کو ہرگز پسند نہین کرتے بخلاف اونکے طلباء کو کسی قسم کا کہانا کپڑا مل جائے
تو وہ اوسکو جاگیر سمجھکر کمال درجہ کے ممنون ہوتے ہین یہہ علاوہ اوس کے اون کی

پرورشس سے اسلام کی حیات متصور ہے اور آئندہ آنے والی نسلون تک دین مذہب
پہنچانے کا ذریعہ ہین اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے جو غرض ہے
یعنے اشاعت اسلام انہی سے پوری ہوتی ہے اب غور کیا جاوے کہ اس زمانہ مین خیر
المحبرین اور افضل دار المساکین ہوگا یا دار الاقامت محتاج طلبہ کا اور حدیث شریف
ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما تصدق الناس بصدقۃ افضل من علم نیشر کذا فی
کنز العمال یعنے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کسی نے ایسا صدقہ نہین دیا جو
علم کے پھیلانے سے افضل ہو۔ دیکھہ لیجئے اشاعت علم مین جو روپیہ صرف کیا جائیگا
اوسکا ہر قسم کے صدقات سے افضل ہونا اس حدیث شریف سے ثابت ہے۔
تحصیل علوم کے خیال سے جو طلبہ مصائب شاقہ اوٹھاکر سفر دور و دراز اختیار کرتے
ہین۔ ان حضرات نے تو اپنا حق اسلامی ادا کیا جو حق تعالی فرماتا ہے۔ فلولا نفر من کل
فرقۃ منہم طائفۃ لیتفقہوا فی الدین ولینذروا قومہم اذا رجعوا الیہم لعلہم یحذرون جس کا
مطلب یہ ہے کہ ایک جماعت مسلمانون کی علم سیکھنے کی غرض سے نکلے اور بعد تحصیل علم
کے اپنی قومون مین واپس جاکر اونکو احکام اسلام معلوم کرائین جس سے اون کو خوف
خدا پیدا ہوا جس طرح ان طلبا نے حق اسلام اپنے ذمہ کا ادا کیا اگر ہمارے ملک
کے اہل خیر بھی اپنے ذمہ کا حق اسلام ادا کرین یعنے صرف زکوۃ اونکے اخراجات مین
دیا کرین تو اونکو مدارس سے محروم واپس ہونے کی نوبت نہ آئیگی اور اس ضمن مین دو
اسلامی حق ادا ہوجائینگے ایک زکوۃ دوسرا تائید اور ابقاء اسلام ایسے زمانہ مین

جو نہایت غریب اور کس مپرس حالت مین ہو رہا ہے۔
زکوۃ اسلام کا ایک ایسا ضروری اور مستحکم حق ہے کہ جسکو اسلام کا دعوی ہو
وہ اس سے ہرگز بری نہین ہوسکتا چنانچہ قرآن شریف مین ہی وَالَّذِيْنَ
يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى
بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ
لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ یعنے جو لوگ سونا اور چاندی
جمع کرتے ہین اور اوسکو خدا کی راہ مین خرچ نہین کرتے تو اونکو عذاب دردناک
کی خوش خبری سنادو جس وقت کہ اوس سونے چاندی کو دوزخ کی آگ مین
تپایا جائیگا پھر اوس سے اون کے ماتھے اور کروٹین اور اونکی پیٹھین داغی جائینگی
اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ ہے جو تم نے اپنے لئے دنیا مین جمع کیا تھا تو اپنے جمع
کئے کا مزہ چکھو اور احادیث جو اس باب مین وارد ہین بکثرت ہین چند حدیثین
یہان لکھی جاتی ہین۔ اخرج البخاری ومسلم وابوداؤد وابن منذر وابن ابی حاتم
وابن مردویہ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ
لَا يُؤَدِّيْ حَقَّهَا اِلَّا جُعِلَتْ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَفَائِحُ ثُمَّ اُحْمِيَ
عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ثُمَّ يُكْوٰى بِهَا جَنْبُهٗ وَجَبْهَتُهٗ وَظَهْرُهٗ

فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ فَيَرٰى سَبِيْلَهٗ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ كَذَا فِي الدُّرِّ الْمَنْثُوْرِ یعنے بخاری اور مسلم وغیرہ مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہ جسکے پاس سونا وچاندی ہو اور وہ اوسکا حق ادا نہ کرے یعنی زکوۃ نہ دے تو قیامت کے روز اوسکی تختیان بناکر دوزخ کی آگ مین تپائی جائینگی پھر اوس سے داغ دیے جائینگے اونکے پہلو اور پیشانی اور پیٹھ پر یہ معاملہ اوسکے ساتھہ پچاس ہزار برس تک ہوتا رہیگا جو قیامت کے دن کے مدت کا اندازہ ہے یہان تک کہ تمام لوگون کے مقدمات حساب و کتاب وغیرہ کا فیصلہ ہو اوس کے بعد اگر وہ دوزخی ہو تو دوزخ مین ڈالا جائیگا اگر جنتی ہو تو جنت مین داخل ہوگا۔ وَأَخْرَجَ أَبُوْ يَعْلٰى وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُوْضَعُ الدِّيْنَارُ عَلَى الدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمُ عَلَى الدِّرْهَمِ وَلٰكِنْ يُوَسِّعُ اللّٰهُ جِلْدَهٗ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ یعنے فرمایا نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کہ یہ خیال مت کرو کہ اوس مال سے داغ دیتے وقت دینار پر دینار اور درہم پر درہم رکھا جائیگا بلکہ اوس شخص کا جسم اتنا چوڑا کیا جائیگا کہ ہر ایک درہم دوسرے درہم سے اور ہر دینار دوسرے دینار سے علیحدہ رہے۔

مقصود یہ ہے جس قدر بے زکوۃ مال زیادہ ہو عذاب کا احساس زیادہ ہو اور ابن
حجر نے زواجر مین یہ حدیث نقل کیا ہے عَنْ اِبْنِ مَاجَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ وَالنَّسَائِي
بِاِسْنَادٍ صَحِيحٍ وَابْنُ خُزَيْمَةَ فِي صَحِيحِهِ عَنْ اِبْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ
عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ لَا يُؤَدِّي
زَكٰوةَ مَالِهٖ اِلَّا مُثِّلَ لَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ حَتّٰى يُطَوِّقَ
بِهٖ عُنُقَهُ ثُمَّ قَرَءَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتَاهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ
خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الاٰيَة وفی روایه مسلمٍ مَنْ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَلَمْ
يُؤْتِ الزَّكٰوةَ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ يَنْفَعُهُ عَمَلُهُ یعنی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے جو شخص زکوٰۃ نہ دے قیامت کے روز اوسکا مال ایک زہریلے سانپ کی شکل
مین بنا کر اوسکی گردن مین مثل طوق ڈالا جائیگا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہ آیہ پڑھی وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ جس کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگون
کو اللہ نے اپنے فضل سے مال دیا ہے اور وہ بخیلی کرتے ہین یعنے زکوۃ نہین دیتے
وہ یہ خیال نہ کرین کہ اونکے حق مین وہ بھلا ہے بلکہ بہت برا ہے قریب ہے کہ
قیامت کے دن اوس کا طوق اونکے گردنون مین ڈالا جائیگا غرضکہ مختلف طور پر
اوس مال سے عذاب دیا جائیگا اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص نماز پڑھے

اورزکوٰۃ نہ دے وہ مسلمان نہین اوسکو کوئی عمل نفع نہ دیگا۔ وروی احمد
وابوداود والترمذی والدارقطنی أَنَّ امرأَتَيْنِ أَتَتَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ
عَلَيْہِ وَسَلَّمَ وَفِي أَيْدِيْهِمَا سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهُمَا أَتُؤَدِّيَانِ
زَكٰوتَہٗ فَقَالَتَا لَا فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ
أَتُحِبَّانِ أَنْ يُّسَوِّرَكُمَا اللّٰہُ سِوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ قَالَتَا لَا قَالَ فَأَدِّيَا
زَكٰوتَہٗ کذا فی الزواجر یعنے ایکبار دوعورتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور
مین حاضر ہوئین جن کے ہاتہون مین سونیکے کنگن تھے حضرت نے اون سے پوچھا
کیا تم اونکی زکوٰۃ دیتے ہو کہا نہین۔ فرمایا کیا تمہین یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ
دو آگ کے کنگن تمھین پہنائے کہا نہین۔ فرمایا تو اوسکی زکوۃ دیا کرو اور زواجر مین
یہ روایت بہی ہے قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ حَصِّنُوْا أَمْوَالَكُمْ
بِالزَّكٰوةِ وَدَاوُوْا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ رواہ الطبرانی وابونعیم
والخطیب یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مالون کیلئے زکوٰۃ سے
قلعہ بناؤ یعنے زکوٰۃ دینے سے مال محفوظ رہتا ہے اور بیمارون کی دوا صدقہ سے
کیا کرو اور زواجر مین یہ روایت ہے جسکا ترجمہ لکہا جاتا ہے کہ محمدؐ ابن یوسف رح
کہتے ہین کہ چند تابعین رح کے ساتھ وہ ابوسنان کی ملاقات کو گئے اونہون نے کہا کہ
ہمارے ہمسایہ مین ایک شخص کا انتقال ہوگیا ہے چلو اوسکی تعزیت کر آئین جب ہم
سب گئے تو دیکھا کہ ایک شخص زار زار رو رہا ہے اور بیقرار ہے بہت کچھ تسکین

اور تسلی کی باتین کین مگر اوسکی حالتمین کچھ تغیر نہو آخر جب بہت اصرار کیا گیا
تو اوس نے بیان کیا کہ مجھکو کیونکر تسکین ہو میرے بہائی پر تو صبح و شام عذاب ہو رہا ہے
ہم نے کہا کیا تم کو غیب کی بات معلوم ہوتی ہے کہا نہین لیکن واقعہ یہہ ہے کہ جب
مین نے اوس کو دفن کیا اور لوگ چلے گئے تو مین تہوڑی دیر ٹہیر رہا اس عرصہ مین
اندر سے آواز آئی کہ ہاے لوگ مجھے اکیلا چھوڑ کر چلے گئے اور مین عذاب کی سختیان
اوٹھا رہا ہون حالانکہ مین نماز پڑھتا تہا اور روزے رکہتا تھا یہ سنکر مین بہت رویا
اور بے اختیار میرا جی چاہا کہ قبر کہول کر دیکھون جب مٹی نکالی تو دیکھا کہ اپنے بھائی
کے اطراف آگ دہک رہی ہے اور اوسکی گردن مین آگ کا طوق پڑا ہوا ہے اوسکا
طوق نکالنے کی غرض سے مین نے بے اختیاری سے ہاتھ بڑہایا چونکہ وہ فی الحقیقت
آگ تھی میرا ہاتھ جل گیا چنانچہ اوس نے ہاتھ دکہلایا کہ جلکر سیاہ ہو گیا تہا اوسکے
بعد مین مٹی اوس پر ڈال کر واپس آگیا اب بتائے کہ مجھے کیونکر تسکین ہو ہم نے
پوچھا کہ زندگی مین تمہارے بہائی کے کس قسم کے عمل تھے کہا کہ وہ زکوۃ نہین دیتا تہا
ہم نے کہا کہ حق تعالی نے اس آیہ شریفہ کی تصدیق کرادی جو ارشاد ہے
وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا
لَّهُم بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
اور تمہارے بہائی پر قیامت سے پہلے عذاب شروع ہو گیا پہر ہم ابو ذر غفاری
رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس گئے اور یہ قصہ بیان کر کے پوچھا کہ یہود نصاری مرتے مین

مگر اس قسم کا واقعہ کبھی سنا نہین گیا اونہون نے فرمایا کہ اون کے دوزخی ہونے
مین کوئی شبہ نہین خدائے تعالے نے تمہین مسلمانون سے ایک شخص کی حالت
دکھلادی تاکہ عبرت حاصل کرو حق تعالی فرماتا ہے فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِہٖ
وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَیْھَا وَمَآ اَنَا عَلَیْکُمْ بِحَفِیْظٍ بخاری اور مسلم وغیرہ مین
اس مضمون کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے ساتھ ہی
بعض قبائل عرب نے کہا کہ ہم نماز روزہ وغیرہ اوامر شرعیہ تو بجا لائینگے مگر
صرف زکوٰۃ نہ دینگے اوسپر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اونسے جہاد کرنیکا ارادہ کیا
عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ نبیّ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے
لا الہ الا اللہ کہا اوسکی جان و مال محفوظ ہوگئی صدیق اکبر رضؓ نے دلائل قایم
کئے جنکو عمرؓ وغیرہ صحابہ نے تسلیم کیا چنانچہ زکوٰۃ نہ دینے والے مسلمانون سے
جہاد کیا گیا غرضکہ اسلام مین زکوٰۃ ایک ضروری اور لازمی حق ہے ۔
اگر انصاف سے دیکھا جائے تو جو نعمتین حق تعالی نے خاص مسلمانون کیلئے اوس عالم
مین مہیا کر رکھی ہین جن کا ذکر جابجا قرآن شریف مین ہے ایسی بیش بہا ہین کہ اگر
تمام مال بھی اونکے حاصل کرنیکے لئے خرچ کیا جائے تو کم ہے پھر وہ نعمتین چندروز
کیلئے نہین بلکہ ابد الآباد اور ہمیشہ روزافزون رہینگی ایسی بیش بہا اور ہمیشہ رہنے
والی نعمتین کا استحقاق حاصل کرنیکے لئے اگر چند سال تھوڑا تھوڑا مال بارگاہ
کبریائی مین گذرانا جائے تو کونسی بڑی بات ہوگی پھر خدائے تعالی نے اپنے فضل

وکرم سے اوسمین آسانی اور تخفیف کس قدر کی ہے کہ اگر سو روپیہ مثلاً کسی کے
پاس رہین تو صرف تین آنہ چارپائی ماہانہ کے حساب سے اپنے ہی مصالح قومی مین
صرف کرین جنکا ذکر بتصریح قرآن شریف مین ہے اور اس حق کا مطالبہ کس نرمی
اور تلطف سے فرماتا ہے کہ کیسا ہی بخیل ہو بشرط ایمان دل وجان سے اوسکے ادا
کرنے پر راضی ہوجائے چنانچہ ارشاد ہے قولہ تعالیٰ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضاً
حَسَناً یُضَاعِفْہُ لَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ وَاللّٰہُ شَکُوْرٌ حَلِیْمٌ یعنے اللہ کو
قرض دوگے تو وہ دونا کرکے تمکو دیگا اور تمکو بخش دیگا اور اللہ شکرگزار یعنے
قدردان اور بردبار ہے۔
مصارف زکوۃ جو حق تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہین اونمین پہلے فقرا اور مساکین یعنے
مفلسون اور محتاجون کا ذکر ہے۔ دیکھئے جب عام فقرا ومساکین کو اون کی پرورش
کی غرض سے زکوۃ دینا بحسب آیہ شریفہ ضروری ہوا تو جو فقرا اور مساکین ایسے
ہون جن سے علم دینی کی اشاعت اور دین کی تائید اور آیندہ آنیوالی نسلون کو
علم اور دین پہونچانا متعلق ہو اونکی پرورش کسقدر ضرور ہوگی۔ دین کی حالت موجودہ
یہ بات ثابت کررہی ہے کہ اسوقت دینی کامون مین اس سے بہتر اور ضروری کوئی کام
نہین کہ طلبہ کی حوصلہ افزائی ہو جس سے جوق جوق طلبہ علوم دینیہ حاصل کرنیکے لئے
آئین اور اپنے حوائج ضروریہ کی فکر سے فارغ البال ہوکر تحصیل اور اشاعت علوم
مین ساعی رہین اور بحسب ضرورت متعدد مدرسے کہولے جائین۔ اور یہ کوئی

مشکل بات نہین فیصدی دو تین آنے دینے سے یہ سب کچھ ہو سکتا ہے۔ غور
کیا جائے کہ ہم تک دین جو پہونچا ہے اوسکے قایم کرنے کے لئے ہمارے اسلاف
نے مال تو کیا اپنی جانین ہی دیدین تو کیا ہمارے نزدیک اوسکی اتنی بہی قدر نہو
کہ یہ دو تین آنے دیسکین اہل اسلام کی نسبت یہ خیال ہرگز نہین ہو سکتا
کہ اونکو دین کی اتنی بھی قدر نہین بلکہ اسمین ہم ہی لوگون کا قصور ہے اگر ہم اسلام
کی حالت موجودہ پوری پوری اون کے پیش نظر کردین اور اشاعت علم کے فوائد
اور اسمین کس قدر خدا و رسول کی خوشنودی ہے اونکے گوش گزار کرین تو پھر
دیکھئے کہ کس طرح توجہ اونکی اس طرف مبذول ہوتی ہے۔ اس کام کو انجام
دینے کے لئے سر دست واعظون کی ضرورت ہے جو مسلمانون
کے مجمعون مین جاکر اونکو دین کی حقیقت اور اوسکی
تائید کی ضرورت پیش نظر کردین۔ اَلسَّعْیُ
مِنَّا وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰہِ وَمَا
تَوْفِیْقُنَا اِلَّا بِاللّٰہِ

چہل حدیث

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

چونکہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ جو شخص چالیس حدیثین یاد کرے تو اوسکا حشر علماء کے ساتھہ ہوگا اسلئے فضائل علم مین چالیس احادیث منتخب کرکے جمع کئے گئے ہین گو انکے سوا بہی اس باب مین بکثرت احادیث وارد ہین۔

(۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْعِلْمُ اَفْضَلُ مِنَ الْعِبَادَۃِ

ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم عبادت سے افضل ہے۔

خط وابن عبد البر فی العلم

(۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا

ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ		کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْعِلْمُ حَیٰوۃُ الْاِسْلَامِ		نے علم اسلام کی حیات اور دین کا
وَعِمَادُ الدِّیْنِ ؎ اَبُو الشَّیْخ ؎		ستون ہے۔
(۳) عَنْ اُمِّ ھَانِیٍٔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا	ترجمہ	روایت ہے ام ہانی رضی اللہ عنہا سے
قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ		کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْعِلْمُ مِیْرَاثِیْ وَمِیْرَاثُ		نے کہ علم میری اور مجھ سے سابق کے
الْاَنْبِیَاءِ قَبْلِیْ ؎ فر ؎		انبیاء کی میراث ہے۔
(۴) عَنْ سَلْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ	ترجمہ	سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ		کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَوْمٌ عَلٰی عِلْمٍ خَیْرٌ		علم کے ساتھ سو رہنا بہتر ہے اوس
مِنْ صَلٰوۃٍ عَلٰی جَھْلٍ ؎ حل ؎		نماز سے جو جہل کے ساتھ ہو۔
(۵) عَنْ وَاثِلَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ	ترجمہ	روایت ہے واثلہ رضی اللہ عنہ سے کہ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ		فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
وَسَلَّمَ اَلْمُتَعَبِّدُ بِغَیْرِ فِقْہٍ		عبادت بغیر فقہ کے ایسی ہے جیسے گدھا چکی
کَالْحِمَارِ فِی الطَّاحُوْنِ ؎ حل ؎		سے باندھا جاتا ہے۔
(۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ	ترجمہ	روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ		کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وَسَلَّمَ قَلْبٌ لَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ مِنَ الْحِكْمَةِ كَبَيْتٍ خَرِبٍ فَتَعَلَّمُوا وَعَلِّمُوا وَتَفَقَّهُوا وَلَا تَمُوتُوا جُهَّالًا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَعْذِرُ عَلَى الْجَهْلِ

؎ اِبْنُ السُّنِّي ؎

وسلم نے جس دل مین حکمت نہو وہ مثل ویران گھر کے ہے پس سیکھو اور سکھاؤ اور سمجھہ پیدا کرو اور مت مرو حالت جہل مین کیونکہ اللہ تعالی عذر جہل قبول نہین فرماتا ہے

(٧) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُيِّرَ سُلَيْمَانُ بَيْنَ الْمَالِ وَالْمُلْكِ وَالْعِلْمِ فَاُعْطِيَ الْمُلْكَ وَالْمَالَ لِاخْتِيَارِهِ الْعِلْمَ

؎ اِبْنُ عَسَاكِر ـ فر ؎

ترجمہ: روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سلیمان علیہ السلام کو اختیار دیا گیا کہ چاہین ملک و مال اختیار کرین یا علم انہون نے علم اختیار کیا جسکے باعث انکو ملک بھی دیا گیا اور مال بھی ۔

(٨) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ شَيْءٍ طَرِيقٌ وَطَرِيقُ الْجَنَّةِ الْعِلْمُ ؎ فر ؎

ترجمہ: روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر چیز کے لئے ایک راستہ ہوتا ہے اور جنت کا راستہ علم ہے۔

(٩) عَنْ اَبِي اَيُّوبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ترجمہ: روایت ہے ابی ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

وَسَلَّمَ مَسْئَلَةٌ وَاحِدَةٌ يَتَعَلَّمُهَا الْمُؤْمِنُ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ وَخَيْرٌ لَّهُ مِنْ عِتْقِ رَقَبَةٍ مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيلَ وَإِنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ وَالْمَرْأَةَ الْمُطِيعَةَ لِزَوْجِهَا وَالْوَلَدَ الْبَارَّ بِوَالِدَيْهِ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ مَعَ الْأَنْبِيَاءِ بِغَيْرِ حِسَابٍ

ؔ ابو بکر النقاش والرافعی فی تاریخہ ؔ

وسلم نے ایک مسئلہ جو مسلمان سیکھے بہتر ہے اوسکے لئے ایک برس کی عبادت سے اور آزاد کرنے سے ایسے غلام کے جو اولاد سے اسمعیل علیہ السلام کے ہو اور طالب علم اور جو عورت کے فرمانبردار اپنے شوہر کی ہو اور جو لڑکا کہ ماں باپ کا فرمان بردار ہو یہ سب انبیا علیہم السلام کے ساتھ بغیر حساب کے جنت مین داخل ہونگے ۔

(۱۰) عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَنَسٍ وَغَيْرِهِمْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ

ؔ عب هب طص خط طس ؔ

ترجمہ روایت ہے حسین بن علی و انس و ابن عباس وغیرھم سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے ۔

(۱۱) عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَاءَ الْمَوْتُ

ترجمہ روایت ہے ابوذر و ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب طالب علم کو موت آجاوے

لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَهُوَ عَلٰى هٰذِهِ الْحَالَةِ مَاتَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ؛ البزار ؛		اور وہ حالت طالب علمی میں ہو تو شہید مریگا۔
(۱۲) عَنْ سَخْبَرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَبُ الْعِلْمِ كَانَ كَفَّارَةً لِمَا مَضٰى ؛ ت ؛	ترجمہ	روایت ہے سخبرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کی طلب گذشتہ گناہوں کا کفارہ ہے۔
(۱۳) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعَ ؛ حل ؛	ترجمہ	روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو علم طلب کرے سو وہ حقتعالی کی راہ مین ہے جبتک لوٹے۔
(۱۴) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَالِبُ الْعِلْمِ تَبْسُطُ لَهُ الْمَلٰئِكَةُ اَجْنِحَتَهَا رِضًى بِمَا يَطْلُبُ ؛ ابن عساکر ؛	ترجمہ	روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتے طالب علم کے لئے پر بچھاتے ہین بسبب رضامندی اُس چیز کے جسکو اوسنے طلب کیا۔
(۱۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا تَعَلَّمَ بَابًا	ترجمہ	روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسلمان جب ایک باب علم کا

مِنَ الْعِلْمِ عَمِلَ بِهٖ اَوْ لَمْ یَعْمَلْ بِهٖ كَانَ اَفْضَلَ مِنْ اَنْ یُصَلِّیَ اَلْفَ رَكْعَةٍ تَطَوُّعًا ؛ ابن لال ؛

سیکھنا بہتر خواہ اوسپر عمل کرے یا نکرے سو یہہ صرف سیکھنا ہزار رکعت نفل پڑہنے سے افضل ہے۔

(۱۶) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طَالِبُ الْعِلْمِ اَفْضَلُ مِنَ الْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؛ فر ؛

ترجمہ روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طالب علم خدا کی راہ مین جہاد کرنے والے سے افضل ہے۔

(۱۷) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنِ انْتَعَلَ لِیَتَعَلَّمَ عِلْمًا غُفِرَ لَهٗ قَبْلَ اَنْ یَّخْطُوْا ؛ الشیرازی ؛

ترجمہ روایت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص طلب علم کی غرض سے نکلنا چاہے تو قدم رکہنے کے پہلے جوتا پہنتے ہی گناہون کی مغفرت ہو جاتی ہے

(۱۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَاءَ اَجَلُهٗ وَهُوَ یَطْلُبُ الْعِلْمَ لَقِیَ اللّٰهَ تَعَالٰی وَلَمْ یَكُنْ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ النَّبِیِّیْنَ اِلَّا دَرَجَةُ النُّبُوَّةِ ؛ طس ؛

ترجمہ روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکی موت طالب علمی کی حالت مین آجاوے تو حق تعالی سے وہ ایسی حالت مین ملیگا کہ اوسمین اور نبیون مین سوا درجہ نبوت کے اور کوئی فرق نہوگا۔

(۱۹) عَنْ حَسَّانَ بْنِ اَبِی سِنَانٍ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
طَالِبُ الْعِلْمِ بَیْنَ الْجُہَّالِ
کَالْحَیِّ بَیْنَ الْاَمْوَاتِ۔ العسکری
فی الصحابہ وابو موسیٰ فی الذیل۔

ترجمہ

روایت ہے حسان بن ابی سنان سے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
طالب علم جاہلوں میں ایسا ہے
جیسے زندہ مردوں میں۔

(۲۰) عَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَلْعَالِمُ اَمِیْنُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ
۔ ابن عبد البر فی العلم۔

ترجمہ

روایت ہے معاذ رضی اللہ عنہ سے کہ
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
عالم زمین پر اللہ کا امین ہے۔

(۲۱) عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَلْعُلَمَاءُ مَصَابِیْحُ الْاَرْضِ
وَخُلَفَاءُ الْاَنْبِیَاءِ وَوَرَثَتِیْ
وَوَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ۔ عد۔

ترجمہ

روایت ہے علی کرم اللہ وجہہ سے کہ
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
علماء زمین کے چراغ اور انبیاء
کے خلیفے اور میرے اور دوسرے
نبیوں کے وارث ہیں۔

(۲۲) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ

ترجمہ

روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
علماء انبیا کے وارث ہیں

يُحِبُّهُمْ اَهْلُ السَّمَاءِ وَيَسْتَغْفِرُ لَهُمُ الْحِيتَانُ فِي الْبَحْرِ اِذَا مَاتُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؛ ابن النجار ؛

جنکو آسمان والے دوست رکھتے ہین اور جب وہ مرتے ہین تو قیامت تک دریا مین مچھلیان اونکی مغفرت کی دعا کرتے ہین۔

(۲۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اجْتَمَعَ الْعَالِمُ وَالْعَابِدُ عَلَى الصِّرَاطِ قِيْلَ لِلْعَابِدِ اُدْخُلِ الْجَنَّةَ وَتَنَعَّمْ لِعِبَادَتِكَ وَقِيْلَ لِلْعَالِمِ قِفْ هٰهُنَا وَاشْفَعْ لِمَنْ اَحْبَبْتَ فَاِنَّكَ لَا تَشْفَعُ لِاَحَدٍ اِلَّا شُفِّعْتَ فَقَامَ مَقَامَ الْاَنْبِيَاءِ

؛ ابو الشیخ فی الثواب ؛

ترجمہ روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عالم اور عابد صراط پر ملینگے تو عابد سے کہا جایگا کہ جنت مین چلاجا اور عبادت کے سبب سے جنت مین عیش کر اور عالم سے کہا جائیگا کہ یہان ٹھہر اور جس سے محبت رکھتا ہو اوسکی شفاعت کر جسکی شفاعت تو کریگا قبول کیجائیگی چنانچہ وہ انبیا کے مقام مین کھڑا ہوگا۔

(۲۴) عَنْ اَنَسٍ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَاَبِي الدَّرْدَاءِ وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْزَنُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِدَادُ الْعُلَمَاءِ وَدَمُ الشُّهَدَاءِ فَيَرْجَحُ مِدَادُ الْعُلَمَاءِ

ترجمہ روایت ہی انس وعمران وابی الدرداء ونعمان رضی اللہ عنہم سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن سیاہی علما کی اور خون شہیدون کا ملے گا اور علما کی سیاہی کا وزن

عَلٰی دَمِ الشُّھَدَا ؛ الشیرازی والموھبی وابن عبد البر وابن الجوزی فی العلل ۃ		شہیدون کے خون سے بڑھ جائیگا ۔
(۲۵) عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَالِمٌ یَنْتَفَعُ بِہٖ خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ ؛ فر ؛	ترجمہ	روایت ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عالم جس سے نفع ہو بہتر ہے ہزار عابد سے ۔
(۲۶) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَاحِبُ الْعِلْمِ یَسْتَغْفِرُ لَہٗ کُلُّ شَیْءٍ حَتّٰی الْحِیْتَانُ فِی الْبِحَارِ ؛ ع ؛	ترجمہ	روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چیز عالم کے مغفرت کی دعا کرتی ہین یہانتک کہ مچھلیان دریا مین ۔
(۲۷) عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِیْ عَلٰی اَدْنَاکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ وَمَلٰئِکَتَہٗ وَاَھْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِیْنَ حَتَّی النَّمْلَۃَ	ترجمہ	روایت ہے ابی امامہ رضہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم مین سے کسی ادنی شخص پر یقیناً اللہ تعالی اور فرشتے اور آسمان و زمین والے یہان تک کہ چیونٹی اپنی

فِي جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوتَ لَيُصَلُّونَ عَلَى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ؛ ت ؛

حدیث — سوراخ مین اور مچھلیان لوگونکو اچھی بات سکھانے والے کے حق مین دعا کرتے اور رحمت بھیجتے ہین ۔

(٢٨) عَنْ وَاثِلَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ شَيْءٍ أَقْطَعَ لِظَهْرِ إِبْلِيسَ مِنْ عَالِمٍ يَخْرُجُ فِي قَبِيلَةٍ؛ فر ؛

ترجمہ — روایت ہے واثلہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی چیز ابلیس کی پیٹھہ توڑنے مین زیادہ اثر نہین رکھتی اس عالم سے جو کسی قبیلہ مین پیدا ہو ۔

(٢٩) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُجَالَسَةُ الْعُلَمَاءِ عِبَادَةٌ؛ فر ؛

ترجمہ — روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عالمون کے ساتھہ بیٹھنا عبادت ہے ۔

(٣٠) عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْرِمُوا الْعُلَمَاءَ فَإِنَّهُمْ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ فَمَنْ أَكْرَمَهُمْ فَقَدْ أَكْرَمَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ؛ خط ؛

ترجمہ — روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عالمون کی بزرگی کرو اسلئے کہ وہ نبیون کے وارث ہین جسنے اون کی بزرگی کی خدا اور رسول کی بزرگی کی ۔

(٣١) عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاعَةٌ مِنْ عَالِمٍ مُتَّكِئٍ عَلَى فِرَاشِهِ

ترجمہ — روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عالم کہ ٹیکا لگائے ہوئے اپنی بستر پر اپنے علم مین ایک ساعت

حدیث

يَنظُرُ فِي عِلْمِهِ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ الْعَابِدِ سَبْعِينَ عَامًا ؛ فر ؛

غور کرے سو وہ عابد کے ستر برس کی عبادت سے بہتر ہے ۔

(۳۲) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رض قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ سَبْعِيْنَ دَرَجَةً مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَةٍ كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ ؛ ع ؛

ترجمہ روایت ہے عبدالرحمن بن عوف رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فضیلت عالم کی عابد پر ستر درجے ہے ہر درجہ مین اتنی مسافت ہے جتنی آسمان و زمین مین ہے ۔

(۳۳) عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَقْبَلَ الْعُلَمَاءَ فَقَدِ اسْتَقْبَلَنِيْ وَمَنْ زَارَ الْعُلَمَاءَ فَقَدْ زَارَنِيْ وَمَنْ جَالَسَ الْعُلَمَاءَ فَقَدْ جَالَسَنِيْ وَمَنْ جَالَسَنِيْ فَكَأَنَّمَا جَالَسَ رَبِّيْ ؛ الرافعی ؛

ترجمہ روایت ہے بہز بن حکیم سے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس نے علما کا استقبال کیا اُسنے میرا استقبال کیا اور جس نے علما سے ملاقات کی اوسنے مجھ سے ملاقات کی اور جو علما کے ساتھ بیٹھا وہ میرے ساتھ بیٹھا اور جو میرے ساتھہ بیٹھا گویا وہ میرے رب کے ساتھہ بیٹھا ۔

(۳۴) عَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ رض قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ روایت ہے معاذ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

مَنْ عَلَّمَ عِلْمًا فَلَهُ اَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهٖ لَا يَنْقُصُ مِنْ اَجْرِ الْعَامِلِ		جو علم سکھا وے اوسکو ثواب اوس شخص کا ہی جو اوسپر عمل کرے اور عمل کرنے والے کا ثواب کچھہ کم نہوگا ۔
(۳۵) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رض قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَلَّمَ اٰیَةً مِّنْ کِتَابِ اللّٰهِ اَوْ بَابًا مِنْ عِلْمٍ اَنْمَی اللّٰهُ اَجْرَهٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ؛ ابن عساکر ؛	ترجمہ	روایت ہے سعید رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی قرآن شریف کی ایک آیت یا کوئی باب علم کا کسیکو سکھلاے تو حق تعالی اُسکا ثواب قیامت تک بڑہاتا جائے گا ۔
(۳۶) عَنْ سَمُرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصَدَّقَ النَّاسُ بِصَدَقَةٍ اَفْضَلَ مِنْ عِلْمٍ یُنْشَرُ ؛ طب ؛	ترجمہ	روایت ہے سمرہ رضہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی صدقہ علم کی اشاعت سے بہتر نہین ہے ۔
(۳۷) عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُغْدُ عَالِمًا اَوْ مُتَعَلِّمًا اَوْ مُسْتَمِعًا اَوْ مُحِبًّا وَلَا تَکُنِ الْخَامِسَ فَتَهْلِكَ ؛ البزار ؛ طس ؛	ترجمہ	روایت ہے ابی بکر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہو تو عالم یا علم سیکھنے والا یا سننے والا یا دوست اوسکا اور پانچوین قسم سے مت ہو کہ ہلاک ہوجائیگا ۔
(۳۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ	ترجمہ	روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اَلْعِلْمُ دِیْنٌ وَالصَّلٰوۃُ دِیْنٌ	علم دین ہے اور نماز بھی دین ہے
فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَاْخُذُوْنَ	تو دیکھو کہ تم اُس علم کو کیسے شخص سے سیکھتے ہو
ھٰذَا الْعِلْمَ وَکَیْفَ تُصَلُّوْنَ	اور یہ نماز کیسی ادا کرتے ہو
ھٰذِہِ الصَّلٰوۃَ فَاِنَّکُمْ تُسْأَلُوْنَ	کیونکہ تم سے قیامت کے دن اوسکا
یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ؛ فر ؛	سوال ہوگا۔
(۳۹) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض	ترجمہ روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
خِیَارُ اُمَّتِیْ عُلَمَاؤُھَا وَخِیَارُ	میری امت کے وہ لوگ بہتر ہین جو علما ہین
عُلَمَائِھَا رُحَمَاؤُھَا اَلَا	اور علما مین وہ بہتر ہین جو رحم دل ہین اور
وَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیَغْفِرُ لِلْعَالِمِ	حق تعالے عالم کے چالیس گناہ
اَرْبَعِیْنَ ذَنْبًا قَبْلَ اَنْ یَّغْفِرَ	بخش دیتا ہے قبل اسکے کہ جاہل کا
لِلْجَاھِلِ ذَنْبًا وَّاحِدًا اَلَا وَاِنَّ	ایک گناہ بخشے رحم دل عالم
الْعَالِمَ الرَّحِیْمَ یَجِیْئُ یَوْمَ	قیامت کے دن اوس شان سے آئیگا کہ
الْقِیٰمَۃِ وَاِنَّ نُوْرَہٗ قَدْ اَضَاءَ	نور اُسکا مشرق و مغرب تک روشن
یَمْشِیْ فِیْہِ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ	ہوگا جیسے کوئی ستارہ روشن ہوتا ہے اور وہ
وَالْمَغْرِبِ کَمَا یُضِیْئُ الْکَوْکَبُ الدُّرِّیُّ	اوس نور مین راہ طے کریگا۔

حدیث

﴿ حل خط ﴾

(۳۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاحَسَدَ وَلَا تَمَلُّقَ اِلَّا فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ ﴿ عد هب والخطیب ﴾

ترجمہ روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے طلب علم کے حسد اور خوشامد کسی چیز مین نکرنا چاہیئے۔

یہ چالیس حدیثین کنز العمال سے نقل کی گئی ہین اور جو رموز کہ مذکور ہین اونکی تفسیر یہ ہے۔

ت ترمذی حل ابونعیم فی الحلیہ خط خطیب د ابوداؤد
ص سعید بن منصور ط ابوداود طیالسی طب طبرانی فی الکبیر
طس طبرانی فی الاوسط ع ابویعلی عد ابن عدی فی الکامل
فر دیلمی فی الفردوس ک حاکم ہ ابن ماجہ هب
بیہقی فی شعب الایمان ۔ احادیث موصوفہ سے ظاہر ہو کہ علم ایک دینی حق ہو اسمین دنیا سے کوئی تعلق نہین یہ بات اور ہو کہ اوسکے ضمن مین دنیا حاصل ہو جائے جیسا کہ تجربہ اور ساتوین حدیث سے ظاہر ہو یہ نہین ہو سکتا کہ علم صرف دنیا کی غرض حاصل کیا جائے اور اسپر اُن فضائل و ثواب کی توقع کیجائے جنکا وعدہ دیا گیا ہے وہ وعدہ کا ایفا تو جبھی ہو کہ نیت مین للّٰہیت اور خلوص بھی ہو جیسا کہ حدیث شریف اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ سے اور آیۂ شریفہ مَنْ کَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِیْ حَرْثِهٖ

ومن کان یرید حرث الدنیا نؤتہ منہا وما لہ فی الآخرۃ
من نصیب سے ظاہر ہے البتہ یہہ بات قابل غور ہے کہ عربی علوم پڑھنے
کے بعد وہی دنیاوی ترقی بھی کرسکتا ہے یا نہین - جنکی نظر تاریخی کتابون پر ہے
وہ جانتے ہین کہ ہر زمانہ مین علمانے کیسی کیسی ترقیئن کین بلکہ اگر کلیۃ نہین تو اکثر
یہہ تو کہہ سکتے ہین کہ جب کسی نے ابتداءً ترقی کی وہ شخص عالم تھا گو بوجہ اشتغال
دنیاوی اوسکا نام طبقات علما مین نہ لکھا گیا ہو کیونکہ علوم عربیہ مین بعض وہ علوم
ہین جو صرف قوت فکریّہ کو بڑہانے اور ہر قسم کے مطالب سوچنے اور صحیح
مقصود نکالنے مین مدد دیتے ہین اور بعض دائرۂ خیال کو وسیع کرتے ہین
اور عموماً ترتیب تعلیم و انتخاب کتب درسیہ مین یہہ لحاظ رکھا گیا ہے کہ قوت
فہم بتدریج ترقی پذیر اور دقت پسند و نکتہ رس ہو جاے یہہ امر ظاہر ہے کہ جب
کئی سال تک ذہن سے وہ کام لیا جاے جس سے روز بروز قوت بڑھے اور صفائی
پیدا ہو تو کس اعلیٰ درجہ کی قوت پر ہوگا پھر کیا باوجود اس مشّاقی کے کسی کام مین
رُکیگا ہرگز نہین بلکہ بذریعہ اون قواعد کے جسکا مشق ایک مدت تک کیا ہے کامیاب ہی
ہوگا یہہ بات اور ہے کہ قسمت یاری ندے اسمین تو وہ لوگ بھی برابر ہین جنہون نے
عمر بھر دوسرے فنون و ذرایع دنیاوی حاصل کئے اور بقوت شبینہ محتاج ہین
لیکن باایہمہ عالم اورون سے بڑھا ہوا ہی رہیگا دیکھ لیجئے کسی اجنبی ملک سے
کوئی عالم آجاتا ہے بحسب مدارج علم لوگ اوسکی تعظیم و توقیر کرنے لگتے ہین

نہ اوسکو اس بات کے حاصل کرنیمین مال کی ضرورت ہوتی ہے نہ شان وشوکت کی غرض عالم اگر خاص فقر وفاقہ مین بھی رہے کسی ایک قوم کا سردار اور اونمین معزز بنا رہے گا اور اوسکو وہ وجاہت ہوگی جو دوسرون کو نہوگی اور ظاہر ہے کہ وہ وجاہت ترقی دنیا کا اگر مقصود اصلی نہین تو رکن اعظم ہونے مین کلام نہین۔ غرض علوم عربیہ ترقی دنیاوی کے لئے بھی کمال درجہ کی ممد ومعاون ہین۔ اب اہل دانش سمجہہ سکتے ہین کہ وہ شئ جسکو دین مین وہ وقعت اور دنیا مین وہ شوکت ہو توکسقدر اوسکے حاصل کرنیمین سعی وجانفشانی کرنا چاہیئے۔ حق تعالی اہل اسلام کو توفیق دے کہ تحصیل علوم مین سعی کرکے مدارج دارین حاصل کرین اور جو خود حاصل نہ کرسکین تو اتنا کرین کہ اون مدارس مین جہان تدریس اپنے علوم کی ہوتی ہے تائید دین اور بفحواے

حدیث شریف اَلدَّالُ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ

اس ثواب مین شریک ہون۔

تمت

العج للحج

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد وآلہٖ واصحابہ اجمعین۔

اما بعد اگر ابتداے اسلام پر نظر ڈالی جائے تو پہلے پہل وہی لوگ پیش نظر ہو جائینگے جن کو دنیا کی بے انتہا لذتون سے صرف سوکھی روٹی اور وہ بھی کئی کئی فاقون کے بعد اور پیوند لگے ہوے کپڑون نے قانع کر دیا تھا اور اُن کے سچے اعتقادون نے اُن کے حسرت بھرے دلون کو عیش وعشرت دائمی کے مزے دکہا دکہا کے کچھ ایسا پُرجوش اور قوی بنا دیا تھا کہ مخالفت نفس کی کڑی کڑی منزلین طے کرنا انہین ایسا تھا جیسے کوئی ہجران نصیب عاشق اپنے معشوق کے گھر جاتا ہے۔ اور اگر مالدار اور دولتمند بھی کہین نظر آجائینگے تو وہ بھی اس قسم کے ہونگے جنہون نے مال وعزت بلکہ جان بھی خدا اور رسولؐ پر قربان کرنے کو ذریعہ اس دولت عظمےٰ کے حاصل کرنیکا بنایا ہوگا جیسے

انہون نے اس راستہ مین قدم رکھا نہ کبھی فقر و فاقہ کا خیال انہین مانع ہوا نہ کبھی اندیشہ جان کا اُن کی اس آزادانہ رفتار مین لغزش پیدا کر سکا باوجود اسکے ان حضرات کے دل مین فقیری کی ایسی عظمت و وقعت تہی کہ اُسکو دولت بے زوال سمجھتے اور بے دریغ مال صرف کر کے اُس کے حاصل کرنیمین سعی کیا کرتے تھے ۔ دیکھ لیجئے کہ خلفائے راشدین نے باوجود اس سلطنت کہ جن کے آگے بڑے بڑے سلاطین نامدار کی گردنین جھکی جاتی تہین کس محبت کے ساتھ فقر و فاقہ کو اختیار کیا تھا ۔ اب کیا کوئی مسلمان اُنکی عقلون مین کلام کر سکتا ہے ہرگز نہین ۔ بلکہ مین دعوی کرتا ہون کہ ہر ملت و مذہب والا جسکو ذری بہی عقل ہے وہ اُن کی کمال عقل و تدبیر کو ضرور تسلیم کر لیگا ۔ اسوجہ سے کہ اُن کی عقلی کوششون نے ایک ایسے تہوڑے عرصہ مین جسمین لڑکا بہی بالغ العقل نہین ہو سکتا یعنی تیئس ۲۳ سال سے کم مدت مین اسلام کے جھنڈے شرق و غرب مین نصب کر دیئے ۔

ان حضرات نے دولت فقر کو جو ترجیح دی تہی یہ بھی اُسی کمال عقل کا نتیجہ تھا جس نے انہین قوی بنا دیا تھا ۔ کیونکہ یہ بات بخوبی معلوم ہو گئی تہی کہ دولت دنیاوی کی کارسازیان اور ناز و نعمت کے کرشمے آدمی کو بودا اور خدا کی راہ مین جو سختیان پیش آتی ہین اُس سے ناکارہ بنا دیتی ہین اسلئے کہ جسقدر تموّل اور تعلقات کی کثرت ہوتی ہے اسیقدر طبیعت کی پابندی زیادہ ہوتی جاتی ہے ۔ اور گویا ہر چیز کا تعلق ایک ایسا قید محکم ہو جاتا ہے کہ آدمی کو کسی ارادہ کی طرف بڑھنے نہین دیتا ۔ اگر تاریخی کتابون مین

اس کی نظیرین تلاش کی جائین تو صدہا پیش نظر ہو جائینگی۔ اس کو بھی جانے دیجئے۔ اگر ہم خود اپنے ہمعصر مسلمانون کو دیکھین تو یقین ہے کہ اس دعوے کے ثبوت مین پہر کسی دلیل کی احتیاج باقی نہ رہیگی کیونکہ جدہر نظر اُٹھا کر دیکھئے اکثر وہی لوگ نظر آتے ہین کہ انہین تعلقات مین پہنسنے کی وجہ سے حج وزیارت کا کبھی انہون نے ارادہ بہی نہ کیا حالانکہ وہ اسلام کا ایک عالیشان رکن ہے۔ اور آسانی بھی اسمین اسقدر کی گئی ہے کہ صرف ایک بار اُس کا ادا کرلینا عمر بھر کے لئے کافی ہو سکتا ہے۔ اور اگر کسی کو حب ایمانی نے اس طرف کہینچ کر ارادہ کرا ہی دیا تو وہ تعلقات بجاے خود ایک قید محکم ہو جاتے ہین جس سے قدم اُٹھ نہین سکتا۔ پہر اگر کسی نے مردانگی سے کام لیکر قطع تعلق کیا اور نکل کہڑا ہوا تو دل کا اندرونی تعلق مال و اسباب کے ساتھ اس بلا کا ہے کہ دیکہنے کو تو راہ طے ہو رہی ہے مگر دل کو کچہہ حرکت اور جنبش نہین۔ جیسے اسکے ساتھ پہلی لگاوٹ تہی اب بہی وہی ہے۔ ہان اتنا تو فرق ہوا کہ پہلے ایک جاے تہا اور اب دو جاے منقسم ہوا۔

ایسی حالت مین اگر مال و اسباب پر کوئی آفت آسمانی آگئی اور کسی قدر تلف ہو گیا یا لٹ گیا تو پھر حضرت دل کب کسی کے قابو مین آسکتے ہین۔ اب تو وہین اڑے ہین جہان مال ہے۔ اسیوجہ سے جب کبھی حج یا ملک عرب کا نام آجائے تو پہلے وہی مال یاد آجائیگا جو ایک بار قبضے سے نکل گیا تھا۔ اور بجاے اسکے کہ (شکریہ

اس سرزمین کا کرتے جسمین ایک بار حاضر ہونیسے دائمی شرافت حاصل ہوگئی)
علانیہ شکایت کرنے لگتے ہین۔ حالانکہ حق تعالی فرماتا ہے وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ
مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ
وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا
إِلَيْهِ رَاجِعُونَ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ
وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ۔ یعنے البتہ ہم تم کو تہوڑے خوف سے
اور بہوک سے اور مال اور جان اور میوون کی کمی سے آزمائینگے اور صبر کرنے
والون کو خوشخبری سنادو جب اون پر مصیبت آپڑتی ہے تو بول اٹھتے ہین
کہ ہم اللہ ہی کے ہین ہم کو جس حال پر رکہنا چاہے رکھے اور ہم اوسی کے طرف
لوٹ کر جانے والے ہین۔ یہی لوگ ہین جن پر اون کے پروردگار کی شاباشیان ہین
اور رحمت ہے۔ اور یہی راہ راست پر ہین۔ انتہے

سفر حج مین اکثر مصائب کا سامنا ہوتا ہے مگر اوس پر جو لوگ صبر
کرتے ہین اس خیال سے کہ خدا کی راہ مین جارہے ہین تو کیسے کیسے انعامات
کے مستحق ہوتے ہین شاباشیان پاتے ہین اون پر رحمت نازل ہوتی ہے جن کی
کوئی حد نہین۔ اس سے بڑھ کر کیا ہو کہ خدائے تعالی خود اون کی توصیف فرماتاہے
کہ ہدایت اور راہ راست پر یہی لوگ ہین۔ اب غور کیجئے کہ اس سفر مبارک مین جو تہوڑی
سی مصیبتین پیش آتی ہین وہ بھی اتفاقی طور پر اون پر اتنا واویلا مچانا جس سے

دوسرے جانے والون پر بُرا اثر پڑے کس قدر خلاف مرضی خدا ورسول کے ہوگا
تعجب نہین کہ جتنے لوگ اون کی وجہ سے حج وزیارت سے محروم رہین اون کا وبال
انہی کی گردن پر ہو۔ ان حضرات نے شاید کبہی یہ خیال نہ کیا ہوگا کہ اسلام کے
صدقےمین کیسی کیسی بیش بہا دولتین حاصل کین۔ اور آیندہ کے لئے توقع بھی ہے اگر
اس راہ مین کسیقدر مال قبضہ سے نکل گیا جس سے کئی حصہ زیادہ خود اپنے ہاتھ
سے تلف کر دیا۔ اور آفات سماویہ سے تلف ہوگیا ہوگا۔ اور وہ بہی مفت اور بلامعاوضہ
نہین بلکہ یقیناً اُسکا عمدہ عوض ملنے والا ہے۔ چنانچہ صحیح حدیث مین وارد ہے
جسکو منذری رح نے ذکر کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس قدر
اس راہ مین سختی اور ہرج زیادہ ہوگا اوسیقدر ثواب زیادہ ہوگا اور یہہ بہی فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک درھم اس راہ مین خرچ ہو تو دس لاکہہ
درہم کا ثواب ہوگا اب اگر کسی قدر مال اس راہ مین تلف ہوگیا تو اوسکو بہی خرچ ہی کے
مد مین داخل کر لیا جائے تو علاوہ اس ثواب کے صبر کا ثواب بہی ہوگا جسکا وعدہ قرآن
شریف مین کیا گیا ہے۔

اب اگر شکایت سننے والے حضرات اونسے اتنا اور بہی دریافت کر لیتے کہ اس
سفر مبارک مین کتنے لوگون کا مجمع ہوتا ہے۔ اور ان مین سے کتنے لوٹے جاتے ہین۔
اور لوٹے جانے کی کیفیت کیا ہے۔ آیا قطاع الطریق مجمع کر کے غارتگری کرتے ہین۔
یا کوئی شخص حاجی کو غافل پاکر فرودگاہ سے نظر بچاکر کوئی چیز اٹھا لے جاتا ہے۔

جس سے معلوم ہو جاتا کہ اگر خطر ہے تو یقینی ہے یا احتمالی اگر دریافت کرنا چاہیں تو
اس قلت پر بھی ہزار ہا حج کئے ہوے لوگ ہندوستان مین مل سکتے ہین۔ جن سے
یہ بات بخوبی معلوم ہو سکتی ہے کہ ہر سال لاکھون آدمیون کا مجمع ملک حجاز مین ہوتا ہے
اور شاید کل سفر مین چالیس پچاس آدمیون کا مال جاتا ہوگا اور پانچ سات شہید ہوتے
ہون گے۔ کیونکہ ہر سال جن حجاج سے ملاقات ہوتی ہے ان مین شاذ ونادر کوئی ہوگا
جسکا ذاتی مال لٹا ہو یا عزیز و اقارب سے اس کے کوئی شہید ہوا ہو جس سے پوچھئے
یہی کہے گا کہ ہمنے سنا یا دیکھا ہے۔ اس سے سمجھ سکتے ہین کہ اگر لوٹ گھسوٹ یا قتل
وخون عام ہوتا تو بہت لوگ اپنا ذاتی واقعہ بیان کرتے۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ جہان
لاکھون مختلف قومون کا مجمع ہوگا خواہ مخواہ اس قسم کے واقعہ پیش آئین گے۔
اور اگر اس کا بھی منشا دیکھا جائے تو حجاج ہی کی غلطی نکلیگی جس نے انہین جانی یا مالی
ضرر پہونچایا۔ کیونکہ تجربہ سے ثابت ہے کہ یہ تمام خرابیان دو وجہ سے پیدا
ہوتی ہین۔ ایک [1] بے احتیاطی۔ دوسرا [2] بخل۔ بے احتیاطی کی صورت یہ ہے کہ بعض لوگ
قافلہ سے علحدہ ہو کر آگے پیچھے رہ جاتے ہین جن مین ہر قسم کا قابو قزاقون کو
مل جاتا ہے۔ اگر یہ لوگ قافلہ کے ساتھ اپنے مقامون مین رہین تو کسی قسم کی مضرت
پہونچنے کا احتمال نہین چنانچہ مجھے بھی بفضلہ تعالی اس سفر مقدس کا چار بار
اتفاق ہوا ہمیشہ یہی دیکھا کہ جب منزل مین اترتے ہین تو بعضے اندھیرے مین
حد روشنی سے خارج ہو جاتے ہین اور صدمہ اٹھاتے ہین۔ اور بخل کی یہ صورت ہے کہ

بات بات مین بدؤن کے ساتھ کفایت شعاریان کرکے انہین کو اپنا دشمن بنا لیتے ہین جن سے صبح وشام کام پڑتا ہے۔ اور چونکہ ان لوگون کی طبیعتون مین کمال درجہ کی سخاوت ہوتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ سخی کو بخیل سے اور بخیل کو سخی سے ایک قسم کا جبلی بغض ہوا کرتا ہے۔ اسلئے ان کے ساتھ موافقت نہین ہوتی آخر بمقتضاے شجاعت جو لازمۂ ملک عرب اور صحرائیت ہے ایذارسانی کے درپے ہو جاتے ہین۔ اگر اس تمام سفر مین جس کی مدت تقریباً ایک مہینا ہے ان کے حقوق مقررہ سے زیادہ آٹھ یا دس روپیہ کا انکے ساتھ سلوک کردیا جائے تو کمال ممنونی سے اسقدر مطیع ہو جاتے ہین جس کا بیان نہین۔ جہان جانا چاہین بے خوف چلے جائیے خود وہ مسلح ہوکر ساتھ ہو لیتے ہین۔ اور لکڑی پانی بروقت مہیا کرکے رات بھر حفاظت مین مصروف رہتے ہین۔

مین ایکبار ینبع سے مدینہ منورہ جارہا تھا۔ کسی منزل مین ایک دوست کی ملاقات کو گیا جو ترک کے کبار علما سے بڑے تجربہ کار تھے۔ انہون نے چاے کی تیاری کے لئے بدو سے کہا۔ وہ فوراً بھرے ہوئی مشک لے آیا جو کہین چھپا رکھی تھی جب چاے تیار ہوئی۔ نہایت خوشگوار تھی مجھے حیرت ہوئی کہ ہمارے ہان اس قسم کا پانی نہین۔ یہہ کہان سے لایا ہوگا۔ مین نے اُس سے دریافت کیا۔ کہا کہ تھوڑے فاصلہ پر ایک کنوان ہے جس کا پانی اس قریب کے کنوئین سے میٹھا ہے خاص شیخ کے واسطے ہین وہان سے لایا ہون۔ مجھے اور تعجب ہوا کہ

کس چیز نے اُسے ایسی خدمت پر آمادہ کر دیا ہے۔ جو اس مقام مین غلام بھی
نہین کر سکتا۔ شیخ نے کہا کہ مین نے اُن تمام حقوق سے جو عموماً اہل قافلہ پر
مقرر ہین۔ مدینہ منورہ تک پانچ روپیہ زیادہ دیئے ہین۔ جس سے یہ شخص اتنا آرام
پہونچاتا ہے کہ غلام اور نوکر سے اس سفر مین ہرگز امید نہین۔ تجربون سے مجھے
جب بدوُن کی طبیعت کا حال معلوم ہو گیا تو مین نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ
نکلنے سے پہلے اپنے ساتھ والے بدؤن کی دعوت کر دی جو پچیس تیس اونٹ
مین دس یا بارہ تھے اور سوائے اُس ایک ریال خوراک کے جو کہ سررشتہ مقرر
ہے۔ ہر روز اپنے ساتھ کہانا کھلاتا۔ اور کبھی کبھی کچھ نقد بھی دے دیتا۔
اور ہر منزل مین اُن کو قہوہ دلا دیتا تھا جس سے بدؤن کا مجمع اور مفت کا
پھیرہ چوکی ہو جاتی۔ اور جہان ایک آدھ روز مقام کا اتفاق ہوتا ایک دُنبہ
او نہین دلا دیتا۔ غرض اس تھوڑے سے صرف مین اتنا آرام اٹھایا۔ اور
ایسی بے فکری سے گذری کہ اگر اس کا بیان کیا جائے تو ایک چھوٹی سی
کتاب ہو جائے گی۔

صحیح حدیث شریف ہے جو منذری رح نے کتاب الترغیب والترھیب مین ذکر
کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے جنت کے حج مبرور کی اور کوئی جزا
نہین۔ کسی نے پوچھا حج کی بر۔ یعنی نیکی کیا ہے فرمایا کہانا کھلانا اور بات نرم کرنی۔
اس صورت مین اگر صرف ساتھ کے خدمتی بدوون ہی کو کہانا کھلایا کرین اور اُن سے

اخلاقی برتاو کرین تو امید ہے کہ حج مبرور ہی ہو جاے۔ اور توقع سے زیادہ آرام حاصل ہو۔

الحاصل اس تدبیر سے آدمی ذاتی آرام اُٹھا سکتا ہے۔ اور اپنا مال نگاہ بچا کے لیجانے والون سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اب رہا غارتگرون کا صدمہ جو کبھی کبھی قافلہ پر آجاتا ہے۔ اس مین خرچ کرنے کی ضرورت نہین قافلہ والے بدواُن کے مقابل ہو جاتے ہین۔ اور کسی نہ کسی تدبیر سے قافلہ کو نکال لیجاتے ہین۔ اس قسم کا اتفاق اول تو بہت ہی کم ہوتا ہے۔ اور کبھی جو ہوتا ہے تو اکثر ہنگامہ پرداز غلام وغیرہ ہوتے ہین اعلےٰ درجہ کے لوگ اسمین شریک نہین ہوتے۔ ورنہ انسداد اور مقاومت اُن کی قافلہ کے بدؤن سے دشوار ہوتی۔ کیونکہ اول تو اُن کی کثرت اسقدر ہے کہ اُنکے مقابل قافلہ کے بدو کسی قطار و شمار مین نہین۔ دوسرے کل پہاڑیان اور دشوار گذار مقام سب انہین کے قبضے مین ہوتے ہین۔ اُن مین اکثر مقام ایسے ہین کہ اگر دس بندوقچی قافلہ کی گذرگاہ پر بیٹھ جائین تو ہزار مسلح سپاہیون کے ہتھیار کھلوالین۔ بڑی وجہ ان کے شریک نہونے کی یہ ہے کہ قافلہ لیجانے والے بدو یا اُن کے قبیلہ والے ہوتے ہین۔ یا اُن کے حلیف جن کی حمایت اس قوم کے اصول پر ضروری ہے۔ چنانچہ اسی زعم پر قافلہ لیجانے کے وقت سرکار مین ایک ایسے شخص کو ضامن دیتے ہین جسکی وجاہت

تمام قبیلون مین مسلم ہوتی ہے اور اسی اطمینان پر ضامن ہی جسکو رہمینہ کہتے ہین قافلہ صحیح وسالم واپس آنے کے وقت تک بطیب خاطر نظر بند رہنے کو قبول کر لیتا ہے ۔ یہ منجملہ اُن انتظامات کے ہے جو سلطنت کی جانب سے قافلہ کے ساتھ متعلق ہے ۔ پھر یہ جو بعض لوگ کہتے ہین کہ سرکار کی طرف سے کچھ انتظام نہین سو بالکل غلط ہے ۔ صرف اتنا ہی دیکھ لیا جائے کہ جہان لاکھون آدمیون کا مجمع ہو کسقدر بدنظمی ہو سکتی ہے خصوصاً جہان ہتھیار بند وحشی اور ہر قسم اور ہر ملک کے لوگ جمع رہین ۔ مگر الحمد للہ کہ باوجود اس کے صرافون کی دوکانین عرفات اور منا مین برابر سر راہ لگی رہتی ہین ۔ جہان نہ کوئی چیز حائل ہوتی ہے نہ کسی قسم کی روک ٹوک پھر کسی کی طاقت نہین کہ دست تعدّی اُن پر دراز کر سکے ۔ یا لین دین مین دوکاندار کسیکو کچھ نقصان پہنچا سکین ۔ بارہا دیکھا گیا کہ جب کسی دوکان پر روٹی یا دہی کا پیالہ وزن مقررہ سے کم ہوتا ہے تو محتسب جو ہر روز بازارون مین گشت کرکے ہر چیز کی تنقیح کر لیتا ہے ۔ اُسکو جُرم سنگین قرار دیکر موجودہ روٹی اور اُن پیالون کو لقمہ مساکین کر دیتا ہے اسی پر تمامی انتظامات کو قیاس کر لیجئے ۔ اور پولیس کا یہ انتظام ہے کہ اس لاکھون آدمیون کے مجمع مین کبھی خانہ جنگی کی خبر سُنی نہین ۔ اگر صرف اسی بات پر غور کیا جائے تو تمامی انتظام کا نقشہ اس سے پیش نظر ہو سکتا ہے ۔

الغرض اگر ملکی انتظام کو دیکھیئے تو زیادہ نہین تو اور ملکون سے کم ہی نہین ۔

اور اگر بدؤن کے معاملہ کو دیکھئے تو تھوڑے ہی صرف مین حد سے زیادہ آرام پہنچ سکتا ہے۔ پھر احتمالی مضرتون کو سُنکر جو لوگ اس دولت عظمے سے محروم رہتے ہین۔ سوائے کم قسمتی کے اور کیا سمجھا جائے جس کا علاج نہین۔ مگر بظاہر منشا اوسکا وہی تعلق دنیاوی سمجھا جائیگا۔ جس کا حال ابھی معلوم ہوا۔ اگر دل سے مال کی محبت کو کسیقدر دور کردین اور توکل بخدا اس راہ مین قدم رکھین تو یقین ہے کہ کسی قسم کا ضرر نہ پہونچے گا۔ مگر جب تک اس بات کا تجربہ نہو یقین کیونکر آئے۔ اس قسم کی بات البتہ وہ لوگ سمجھ سکتے ہین جنھون نے صدق دل سے توکل کیا اور اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُسکے برکات سے صدہا فوائد دینی و دنیاوی حاصل کئے۔ اور بہ طفیل و امداد حبیب کریم صلے اللہ علیہ وسلم جن مواقع مین احتمال مضرت و نقصان کا تھا فائدے اُٹھائے۔

مال کی محبّت جب تک آدمی کے دل مین ہو علاوہ نقصان اخروی دنیوی ضرر کا بھی اندیشہ ہے۔ اور اسیوجہ سے بعضے مسکین صورت مالدارون سے زیادہ ضرر اٹھاتے ہین۔ چنانچہ بارہا دیکھا گیا کہ بعض لوگ باوجودیکہ سرمایہ اسقدر رکھتے ہین کہ کرایہ کر سکین۔ مگر بخیلی کر کے اسکو کسی کے پاس امانت رکھ کے قافلہ کے ساتھ پیادہ چلتے ہین۔ اور جب تھک کر قافلہ سے کبھی علٰحدہ ہو جاتے ہین تو بدو لوگ اس خیال سے کہ اگر یہ شخص مفلس ہوتا تو اوسے قافلہ مین پناہ لینے کی کیا ضرورت تھی

پھلے دور ہی سے خبر لیتے ہین اور پھر اپنے مقصود کی تلاش کرتے ہین اور اکثر
یہ بھی سنا گیا ہے کہ گودڑی اور جوتیون مین اشرفیان یا روپئے سی کر فقیرون
کی صورت بناتے ہین۔ اور بعضے پاؤن مین بندھ کر اسپر چیندیان لپٹ
لیتے ہین تا عذر لنگ ظاہر کرین۔ مگر بدو بھی چلتے پرزے ہین فوراً پہچان جاتے ہین
کیونکہ ہزارہا تجربے ان کو اس قسم کے ہوگئے ہین۔ غرضکہ ایسے بخیلون کی
بد و خوب ہی خبر لیتے ہین۔

الحاصل یہ تمام مال اور اسکی محبت کی نکبت ہے۔ برخلاف اِن کے
جو بالکل مسکین ہین۔ اُن کو نہ ارادہ کرنے کے وقت کوئی چیز مانع ہے نہ منزل مقصود
کو پہنچنے مین کچھ خطر۔ جب چاہتے ہین آزادانہ وطن سے اُٹھ کھڑے ہوتے ہین اور
دولتین لوٹتے ہین۔ اسی آزادی نے تعداد مساکین کو بڑھا دیا ہے چنانچہ مدینہ
منورہ کے رہنے والون سے معلوم ہوا کہ ہر سال مساکین بہ نسبت اغنیا کے
ستہ چند زیادہ ہوتے ہین۔ ان سب مساکین کے سفر کا مدار ظاہرا بدؤن کی سخاوت
پر ہے اگرچہ وہ اغنیا سے کسی قدر ان کی پرورش کا حق لے بھی لیتے ہین مگر جس قدر
ان کی مہمانداری مین صرف ہوتا ہے شاید وہ مال دسوان حصہ بھی بہ نسبت
مہمانداری کے نہو گا۔ کیونکہ سال بھر کی آمد و شد اتنے مساکین کی اور تکلف مہمانداری
کا بقدر حوصلہ اگر دیکھا جائے تو معلوم ہو کہ جو کچھ فکر معیشت کیا کرتے ہین
مقصود اصلی اُن کا یہی ہے کہ مہمانان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش ہو۔

جب یہ بات ثابت ہو جائے تو اغنیا کو چاہیئے کہ اگر کسیقدر مال اپنا بھی ان حضرات کے کام مین آجائے تو اوسکا شکریہ ادا کرین - اور علامت حج مبرور سمجھین -

چونکہ مسلمانون کے دین کا اور اُن کی پرجوش طبیعتون کا لازمہ ٹھہرا ہے کہ کیسے ہی یقینی خطرناک مواقع کیون نہون دینی کامون مین جرأت کر لیتے ہین اور خیال تو کیا اگر خود موت بھی سامنے آجائے تو ہرگز نہین ٹلتے - تو عجب بات ہے کہ ایک موہوم شبہ سے ایسا عالیشان رکن اسلام ترک کر دیا جائے - اور اس سے زیادہ نادر یہ بات ہے کہ اسلامی ہمدردی کا شور ہر طرف سے اٹھ رہا ہے - اور ہر شخص اسپر اپنی مستعدی ظاہر کر رہا ہے - مگر کسی کی زبان سے یہ نہین نکلتا کہ دینی امور کی پابندی بھی ضرور ہے - یہ لوگ جہان اسلام کے مرثیئے خوش اسلوب پیرایہ اور غمگین لہجہ مین پڑھتے ہین کاش اس طرف بھی توجہ کرین تا مسلمانون کی عام توجہ کچھ اسطرف بھی ہو جائے - حق تعالی سب کو توفیق نیک عطا فرمائے -

حج کرنے کے فضائل اور اوسکے ترک کی وعیدین جو وارد ہین جنکا ذکر انشاءاللہ تعالی آیندہ آئیگا اوسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ بعضے عبادتین صرف بدنی ہین جیسے نماز - روزہ وغیرہ اور بعضے صرف مالی - جیسے زکوۃ صدقات وغیرہ اور حج دونون قسم کی عبادتون کا جامع ہے - اسمین

مال بھی خاطر خواہ خرچ ہوتا ہے اور سفر کی مصیبتین بھی جھیلنی پڑتی ہین
سفر ایک ایسی مصیبت ہے کہ اوسکی وجہ سے چار رکعت کے دو رکعت
کر دئے گئے جس سے ظاہر ہے کہ وہ باعث تخفیف عبادات ہے اور یہان
سفر ہی عبادت ٹھیرایا گیا۔ ایسی مشقت کی عبادت پر مقتضائے رحمت
الٰہی بھی تھا کہ اوسکا ثواب بھی حد سے زیادہ ہو یہی وجہ ہے کہ حج کے بعد
آدمی کو اپنی مغفرت کا یقین کرنا چاہیئے۔ چنانچہ حدیث شریف
مین وارد ہے کہ جو شخص عرفات پر کھڑا ہو یعنے حج کے دن اور اوسکے
خیال مین یہ بات ہو کہ اوسکی مغفرت نہین ہوی تو اوس سے بڑھکر
گناہ گار کوئی نہین۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ ایک روز مین نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی حضور مین مسجد منا مین بیٹھا تھا کہ دو شخص حاضر ہوئے ایک
انصاری دوسرا ثقفی دونون نے سلام عرض کرکے کہا یا رسول اللہ ہم آپ
سے کچھ پوچھنے کے لئے حاضر ہوئے ہین فرمایا اگر چاہتے ہو تو مین خود
کہدون کہ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو ورنہ تمہی پوچھو انہون نے کہا حضرت ہی خبر
دین تو بہتر ہے۔ انصاری نے ثقفی سے کہا تم عرض کرو انہون نے کہا
یارسول اللہ میری سوالات مع جوابات ارشاد فرمائے۔ حضرت نے
فرمایا تم اس غرض سے آئے ہو کہ جب تم اپنے گھر سے بیت اللہ کے

ارادہ سے نکلو تو اوسکا تمہین کیا نفع ہوگا اور بعد طواف کے دو رکعت
پڑھو تو کیا نفع ہوگا اور صفا مروہ کی سعی اور عرفات پر عرفہ کے روز کھڑے
رہنے مین اور رمی جمرات اور قربانی اور افاضہ مین کیا کیا فوائد ہین۔ ان
سوالات کو سنکر انہون نے کہا اوس خدا کی قسم ہے جس نے آپ کو
مبعوث کیا ہے انہین سوالات کے دریافت کی غرض سے مین حاضر ہوا تھا۔
پھر حضرت نے فرمایا جب تم اپنے گھر سے بقصد بیت الحرام نکلتے ہو تو
تمہاری اونٹنی ایک ایک قدم اٹھا کر جو زمین پر رکھتی ہے تو ایک ایک
نیکی تمہاری لئے لکھی جاتی ہے اور ایک ایک گناہ مٹایا جاتا ہے پھر
طواف کے بعد دو رکعت پڑھو گے تو اوسکا ثواب ایسا ہے جیسے تم نے
ایک غلام آزاد کیا جو اولاد اسماعیل علیہ السلام سے ہو اور صفا مروہ کی
سعی کا ثواب ستر غلامون کے آزاد کرنے کے برابر ہے۔ پھر جب تم
عرفات پر کھڑے ہوتے ہو تو خدا ے تعالی آسمان دنیا پر ہبوط کر کے
فرشتون سے بطور فخر فرماتا ہے دیکھو میری بندے دور دور سے
کیسے پریشان حال میری لئے آئے ہین اور اونکا مقصود فقط میری
رحمت ہے اگر اونکے گناہ ریگستان کی ریگ کے برابر ہون یا بارش
کے قطرون کے برابر یا کف دریا کے برابر ہون تو بھی اونکو مین نے بخشدیا
اور اونکو ارشاد ہوتا ہے کہ اب تم لوٹو اس حالت مین کہ تمہاری مغفرت

ہو گئی۔ پھر جب تم رمی جمار کرتے تو ایک ایک کنکری کے ساتھ ایک ایک گناہ کبیرہ جو مہلک ہے بخشدیا جاتا ہے۔ پھر تمہاری قربانی کا ثواب خدا تعالیٰ کے پاس جمع رہیگا۔ پھر جب تم سر کے بال منڈہواتے ہو تو ایک ایک بال کے بدلے مین ایک ایک نیکی ملتی ہے۔ اور ایک ایک گناہ مٹایا جاتا ہے۔ اور جب بیت اللہ کا طواف کرو تو وہ طواف ایسی حالت مین ہوگا کہ تمہارا کوئی گناہ باقی نہ رہیگا۔ اور ایک فرشتہ کہیگا کہ اب از سر نو عمل شروع کرو تمہارے سب پچھلے گناہ محو ہو گئے۔ انتھے۔

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جو شخص خدا کے واسطے حج کرے اور اوسمین بیہودہ باتین اور فسق و فجور نکرے تو وہ گناہون سے ایسا پاک ہو جائیگا جیسے ابہی پیدا ہوا۔ انتھے۔

اور فرماتے ہین جو شخص مناسک حج ادا کرے اور مسلمان لوگ اوسکے ہاتھ اور زبان سے سلامت رہین یعنی کسی کو ایذا ندے تو جتنے گناہ اوس نے کئے سب معاف ہو جائینگے۔

اور فرماتے ہین حاجی جو مانگے اوسکی دعا قبول ہے قیامت کے روز وہ اپنی قرابت کے چار سو شخصون کی شفاعت کریگا۔

انکے سوا فضائل حج مین اور بہی روایتین بکثرت وارد ہین جنسے ثابت ہوتا ہے

کو حج مین کمال درجہ کی خوشنودی الٰہی ہے چونکہ بطیب خاطر مال خرچ کرنا اور
مصائب پر صبر کرنا مشکل کام تھا اسلیئے حق تعالیٰ نے عمر بھر مین ایک ہی حج
مقرر فرمایا جس سے اہل ایمان کا امتحان مقصود ہے ۔ بڑی افسوس کی
بات ہوگی کہ ہم عمر بھر دعوی عبودیت کرتے رہین اور تمام عمر مین ایک امتحان
عبودیت جو مقرر کیا گیا ہے اوس سے بھی گریز کرجائین اس سے تو یہ ثابت
ہوگا کہ وہ دعوٰی زبانی ہی زبانی تھا اسیوجہ سے متعدد حدیثون مین وارد ہے
کہ جو حج نکرے ۔ خواہ وہ یہودی ہوکر مرے یا نصرانی خدا کو اوسکی کچھہ
پرواہ نہین ۔
عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ میرا یہ قصد ہوتا ہے کہ لوگ شہرون
کو روانہ کئے جائین اور وہ دیکھہ آئین کہ کن لوگون نے حج نہین کیا پھر اونپر جزیہ
مقرر کرون کیونکہ وہ مسلمان نہین ہین اسکو مکرر فرمایا اور فرمایا کہ اگر لوگ کسی سال
حج نکرین تو اون سے مین جہاد کرونگا جیسے نماز اور زکوٰۃ کے ترک کرنے والون سے
جہاد کرونگا انتہیٰ ۔
کئی طرح سے ثابت ہوتا ہے کہ حج صرف امتحان عبودیت کیلئے مقرر کیا گیا ہے
دیکھیئے جب احرام باندھا جاتا ہے تو غلام اور آقا بادشاہ اور رعیت سب ایک
لباس مین ہوتے ہین ۔ سب سر برہنہ کمال خضوع اور خشوع کی حالت مین خوشبو
وغیرہ تنعم کی چیزون کے استعمال سے سب روکدئے گئے ۔ کنگی تک کی ممانعت ہے

تاکہ امرا و سلاطین بہی غلامون کی ہی صورت بنائین اور لبّیک لبّیک کہتے فقیرون کی طرح نعرے لگاتے ہوے اپنی مالک حقیقی کی حضوری مین جائین اس سے سلاطین اور امرا کا امتحان ہو جاتا ہے کہ آیا اس ذلّت کو گوارا کرتے ہین یا نہین۔ کفار ان امور کو ہرگز قبول نہین کر سکتے چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب انجنیر نے پرچہ اتحاد عالم ص ۲۳ مین طواف خانہ کعبہ اور حجر اسود کا بوسہ اور رمی جمار اور حالت احرام کا ذکر کر کے لکہا ہے کہ "ملانہ اسلام مین یہہ سب امور ایسے اور بہی طوفان بے تمیزی اور بدتہذیبی بہت سے ہین"۔ مگر جو اہل ایمان ہین وہ کہتے ہین کہ جب ہم نے خدا اور رسول کو بصدق دل تسلیم کر لیا تو اونکے حکم پر اس قسم کے حرکات تو کیا جان بھی اگر فدا کر دین تو کم ہے خصوصًا اس وجہ سے کہ کمال خوشنودی آلہی اوسیمین ہے۔ ایسے موقعہ مین تو مقتضاے انسانیت یہہ ہے کہ اپنے مالک کی خوشنودی کیلئے یہہ کام معہ شئ زائد اداکئے جائین چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اکثر بزرگان دین دیکھے جاتے ہین کہ اکثر حصہ اپنے اوقات کا وہان طواف اور عمرہ مین صرف کرتے ہین اور اوسپر اونکو ناز ہوتا ہے کہ ہمارا مالک ہماری یہ حالت دیکھکر خوش ہو رہا ہے۔ جو لوگ سلاطین کی خدمت مین رہتے ہین وہ جانتے ہین کہ بادشاہون کے خوش کرنیکے لئے کیسے کیسے حرکات کی ضرورت ہوتی ہے ممکن نہین کہ دوسرے وقت اس قسم کے حرکات اون سے صادر ہون یہانتک تو نوبت پہونچ جاتی ہے کہ اگر بادشاہ دن کو رات کہے تو تارے دکہلانے کی ضرورت ہوتی ہے جیسا کہ سعدی رح فرماتے ہین ؎

اگر شہ روز را گوید شب ست این بباید گفت اینک ماہ و پروین

غرضکہ اپنے مالک کی خوشنودی کے لحاظ سے غیر معمولی حرکات کرنا مقتضائے فطرت انسانی ہے۔
حج کے فرضیت مین کئی منافع اور اغراض ہین منجملہ اونکے عقلی اور ایمانی امتحان بہی ملحوظ ہے
کیونکہ نہ عقل قبول کرسکتی ہے نہ ایمان حکم کرتا ہے کہ خدائے تعالی چاردیواری مین اپنی ذات سے
رہتا ہو اور وہ اوسکا گہر ہو مگر اوسکو بیت اللہ کہنا اور اوسکا طواف کرنا اور اوسی کی طرف سجدہ
کرنا ضروری ٹہیرایا گیا۔
اصل وجہ اسکی یہ ہے کہ اکثر عالی فطر تونکو خواہش ہوا کرتی ہے کہ مصائب سفر اور مشقتین اوٹھا کر
اپنے مالک کی پیشگاہ مین حاضر ہون اور اپنی عقیدت اور محبت کا ثبوت دین چونکہ حق تعالی
جسمانیت سے منزہ ہے جسکے لئے کوئی مقام ایسا نہین ہوسکتا جسکے نسبت یہہ کہا جائے
کہ خدائے تعالی وہان ساکن ہے اسوجہ سے اونکو اپنا شوق و ذوق ظاہر کرنے کی کوئی صورت
نہ تہی رحمت الٰہی نے اونکی تمنا پوری کرنے کی یہہ تدبیر کی کہ ایک مقام خاص بنام بیت اللہ
زمین پر بنایا جائے تاکہ اون جانباز عشاق کی تمنائین پوری ہون یہی بات اس حدیث شریف
سے مستنبط ہوتی ہے کہ جب آدم علیہ السلام جنت سے اوتارے گئے حق تعالی نے اون سے
فرمایا کہ مین تمہارے ساتھہ ایک گہر زمین پر اوتارتا ہون جسکے گرد طواف کیا جائیگا
جسطرح میرے عرش کے گرد طواف کیا جاتا ہے اور اوسکے پاس نماز پڑہی جائیگی جسطرح
میرے عرش کے نزدیک پڑہی جاتی ہے۔ پھر نوح علیہ السلام کے طوفان کا زمانہ جب آیا
تو وہ گہر اٹھا لیا گیا اوسکے بعد ہر چند انبیا علیہ السلام اوسکا حج کیا کرتے مگر اوسکا مقام
خاص اونہین معلوم نہ رہا یہانتک کہ ابراہیم علیہ السلام نے وہان اسکی بنیاد قائم کی انتہے

اس سے ظاہر ہے کہ جسطرح فرشتون کے لئے آسمانونمین عرش ہے انسانون کیلئے زمین پر کعبہ شریف ہے اور عرش کو جو نسبت حق تعالی کے ساتھہ ہے وہی نسبت بیت اللہ کو ہے۔ اگر خدائے تعالی کو کسی مقام خاص کی ضرورت ہوتی تو عرش قدیم ہوتا حالانکہ قرآن شریف سے اوسکا حادث ہونا ثابت ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اَلرَّحۡمٰنُ عَلَی الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰی اور فرشتون کے عرش کو گہیرے رہنے کی خبر جو دی ہے اوس سے بہی اظہار تزک اور کر و فر شاہی مقصود ہے۔

علی کرم اللہ وجہہ سے کسی نے پوچھا کہ اوسکی کیا وجہ کہ حج کے روز لوگ اوس پہاڑ کے پاس (یعنے عرفات) پر کہڑے ہوتے ہین جو حد حرم سے باہر ہے اور حرم مین نہین کہڑے ہوتے فرمایا اس لئے کہ کعبہ بیت اللہ ہے اور حرم باب اللہ جب بندے اپنے خدا کے طرف وفد بنکر آتے ہین تو وہ پہلے دروازہ کے باہر کہڑے کئے جاتے ہین تاکہ نہایت عاجزی اور تضرع کرین پہر اوس نے پوچھا کہ اسکی کیا وجہ کہ مشعر حرام کے پاس ہی وقوف ہوتا ہے۔ فرمایا جب اندر آنیکی اونہین اجازت ہوئی تو اندر تو آگئے مگر پہر دوسرے پردے کے پاس یعنے مزدلفہ مین روکے جاتے ہین تاکہ پہر وہان تضرع اور عاجزی کرین اسکے بعد قربانی گذرانیکی اجازت ہوتی ہے جو باعث تقرب ہے اور وہان تمام گناہون اور میل کچیل سے پاک صاف ہوکر اصلاح وغیرہ بنواکر باطہارت و زینت زیارت کرنیکی اجازت ہوتی ہے (اسی وجہ سے اس طواف کا نام طواف الزیارۃ ہے) پہر اوس نے پوچھا ایام تشریق مین روزے کیون منع کئے گئے فرمایا اسلئے کہ ہندونون لوگ خدائے تعالی کی مہمانی مین ہوتے ہین اور مہمان کو بغیر اجازت میزبان کے روزہ نہین رکہہ سکتا۔ پہر اوس نے پوچھا کعبہ شریف کا پردہ پکڑ کیا وجہ ہے

فرمایا وہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص کسی کا قصور کرتا ہے اور جب اوس سے ملاقات ہوتی ہے تو اوس جرم کی معافی کے لئے اوسکا دامن پکڑکر معافی چاہتا ہے انتھے۔

غرضکہ حق تعالے نے اس عالم مجازی مین ایک مقام خاص مین دربار کا نقشہ قایم فرمایا تاکہ عشاق کبریائی وہان جاکر اپنے دل کے حوصلے نکالین جن لوگون کو مذاق محبت ہے اور عشق کی چاشنی چک چکے ہین وہ جانتے ہین کہ اپنے معشوق کی طرف جب کسی چیز کی نسبت ہو جاتی ہے تو اوسکے ساتھہ ایک خاص قسم کا ایسا تعلق ہوتا ہے جو دوسرے کسی چیز سے نہین ہوتا۔

چنانچہ مجنون کا قصہ مشہور ہے کہ لیلی کی گلی سے ایک کتّے کو نکلتے دیکھا۔ بے ساختہ اوسکے قدمون پر جاگرا اور رو رو کر کہنے لگا کہ یہہ میری معشوقہ کی گلی کا کتا ہے۔

اب کہیئے کہ محبان بارگاہ الہی کا اوس گھر کے ساتھہ کیسا تعلّق ہونا چاہیئے جسکو اپنا گھر فرما دیا اور تمام دربار اسی کے لوازم وہان قائم کیئے۔ اھل ایمان چونکہ محبان بارگاہ کبریائی ہین اس بیت اللہ کی عظمت کو انہوہی کے دل جانتے ہین دوسرے اوسکو کیا جانین زیادہ سے زیادہ اگر وہ قدر کرینگے تو آرایش ظاہری کی قدر کرینگے۔

جیسا کہ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین ؎

دیدم بدر کعبہ وی مغبچہ میگفت　　کاین خانہ بدین خوبی آتش کدہ بایستے

جنکو خدا اور رسولؐ کے کلام پر ایمان نہین اونکی نظرون مین بیت اللہ ایک پتھر کی چار دیواری ہے جیسے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہی کفار کی نظرون مین ایک معمولی آدمی یا ساحر تھے ایسے ہی لوگون کی شان مین حق تعالی فرماتا ہے۔ وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ۔ یعنے کفار نبی کو دیکھتے ہی نہین کہ اونکی حقیقت کیا ہے۔ اسیطرح ان لوگون کا بہی یہیحال ہے وہ جانتے ہی نہین کہ بیت اللہ کی حقیقت کیا ہے۔

اور ایک امتحان یہہ بہی ہے کہ متعدد حدیثون مین وارد ہے کہ حج وعمرہ اکثر ادا کیا کرو کیونکہ وہ فقر کو ایسا دفع کرتے ہین جیسے بہٹی سونے چاندی سے میل کو۔

ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ حج مین مال کا خرچ ہی خرچ ہے اسلئے غنی کا فقیر ہو جانا کسیقدر قرین قیاس ہے۔ برخلاف اسکے فقیر کا غنی ہونا باوجود رہے سہے مال خرچ ہو جانے کے ہرگز قرین قیاس نہین؛ اس سے ضعیف الایمان

لوگون کا امتحان مقصود ہو تو تعجب نہین - اسلئے کہ کامل ایمان والے تو پہلے ہی سے جان و مال کو نذر کر بیٹھے ہین - جب سے یہ آیت سنی ہے - إِنَّ اللهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ -

یعنے خدا ے تعالے نے ایمان دارون سے اونکے جان و مال جنت کے بدلے خرید کر لئے ہین انتہی

اونکو نہ غنا سے مطلب ہے نہ فقر سے کام جو کام وہ کرتے ہین اسمین صرف اپنے مالک کی رضامندی اونکو مقصود ہوا کرتی ہے چونکہ حق تعالی اپنی کمال درجہ کی خوشنودی اور بے انتہا بشاشت حج مین ظاہر فرماتا ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ مین وارد ہے کہ جو لوگ سوار ہوکر حج کو جاتے ہین اونکے جانورون کے ایک ایک قدم پر ستر نیکیون کا ثواب اونکو ملتا ہے اور جو پیادہ پا جاتے ہین اونکے ایک ایک قدم پر سات سو نیکیون کا ثواب ہے - جو مکہ معظمہ سے حج کے لئے پیادہ پا نکلے یعنے مکہ سے عرفات تک پیادہ جاے تو واپس آنے تک اوسکے ایک ایک قدم پر سات سو نیکیان اوس قسم کی لکھی جاتی ہین جو حسنات حرم سے

ہون لوگون نے عرض کیا حسنات حرم کیا ہین فرمایا ہر نیکی لاکھہ نیکیون کے برابر۔
اور فرمایا جہاد بوڑہون بچون ضعیفون اور عورتون کا
حج اور عمرہ ہے۔ جب حاجی احرام باندہکر تلبیہ کہتا ہے تو
اوسکے سب گناہ بخشے جاتے ہین اسکے سوا حج کے فضائل
بکثرت وارد ہین جن سے کمال درجہ کی خوشنودی الٰہی ثابت
ہوتی ہے اسلئے کامل الایمان اپنی فقر کا خیال کرتے ہین
نہ غنا کا۔ حج کے لئے نکل کہڑے ہوتے ہین باوجود اسکے
کہ یہہ زمانہ کمال ضعف ایمان کا ہے مگر بفضلہ تعالی اب ہی
ایسے حضرات بکثرت موجود ہین۔ چنانچہ ہر سال
ہزارون فقرا دور دور سے حج کو جاتے ہین اونکو
کتنا ہی سمجہاے کہ تم پر حج فرض نہین تمہاری وجہ
سے لوگون کو تکلیف ہوتی ہے اہل حرمین شکایت کرتے ہین مگر وہ
ایک نہین سنتے۔ جب وہ گہر سے نکلتے ہین تو تمام مصائب اونکے پیش نظر
ہوتے ہین۔ مال سے تو وہ پہلے ہی سبکدوش ہین صرف جان کا کہٹکا رہتا ہے سو
اوسکی بہی کچہہ اونہین پرواہ نہین۔ ہرچہ بادا باد ما کشتی درآب انداختیم۔
کہتے ہوے عاشق جانباز کی طرح اونکا بڑھتا قدم پیچھے نہین ہٹتا۔ یہ بات دوسرے
ہے کہ بہیک مانگتے جانا درست ہے یا نہین اسمین شک نہین کہ کوئی عالم اوسکے

جواز پر ہرگز فتوی نہین دے سکتا مگر دیکھنے کی بات یہہ ہے کہ کس چیز
نے اونکو اس جانبازی پر مجبور کیا۔ اگر بھیگ مانگ کر پیسے پیدا کرنا
مقصود ہو تو ہندوستان وغیرہ سے زیادہ وہان خیرات نہین مل سکتی
کیونکہ وہان ہر شخص مسافر ہوتا ہے اور حالت سفر مین جسقدر پیسہ عزیز
ہوتا ہے ظاہر ہے۔ رہے اہل حرمین سو وہ بیچارے خود غریب موسم حج
مین جو کچھہ اونہین تجارت وغیرہ سے مل جاتا ہے وہی اونکے سال بھر کا
قوت ہے وہ فقیرون کو کیا دے سکین۔ ہرچند وہ لوگ سخی ہین
مگر اکثر دیکھا گیا ہے کہ جہان فقیر نے کچھہ مانگا انہون نے کہدیا "عَلَی اللّٰہِ"
یعنے تمہارا رزق خدا پر ہے۔

غرض کوئی فقیر حج کو اس خیال سے ہرگز نہ جاتا ہوگا کہ اپنے ملک
سے زیادہ وہان بھیک سے آمدنی ہوگی۔

اس موقع مین بھی کہنا پڑیگا کہ اون فقیرون کو عشق مضطر کرکے
کشان کشان اوس بارگاہ عظیم الشان تک پہونچا دیتا ہے۔ پھر اونکے
طفیل مین اغنیا کو بھی ایک بڑا ذخیرۂ اخروی حاصل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ
اگر ایک روپیہ خیرات کرین تو دس لاکھہ روپیہ کی خیرات کا ثواب ہوتا ہے۔

اب رہا گناہ سو اسمین فقرا کی کوئی خصوصیت نہین۔ حدیث شریف مین ہے
کہ جو لوگ حرام کے مال سے حج کو جاتے ہین اور جب احرام بلند کر کر لَبَّیْکَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْکَ

کہتے ہین تو ارشاد ہوتا ہے لا لبیک لک و لا سعدیک
یعنے نہ تیرا لبیک مقبول ہے نہ سعدیک ہر شخص اپنے گریبان مین مُنہ
ڈال کر دیکھہ لے کیا کل کسب معاش کے ذرایع حلال ہین شاید امام زین العابدین
رضی اللہ عنہ کے حال مین لکھتے ہین کہ آپ نے جب احرام باندھا بیہوش
ہوکر گر گئے تو لوگون نے جب سبب پوچھا تو فرمایا کہ لبیک کہتے ہی
مجھے خوف ہوا کہ لا لبیک لک کا اگر جواب ہو تو کیا کیا جائے ۔
غرضکہ دونون کو چاہئے کہ امیدوار فضل رہین کسی بات کا گھمنڈ
وہان چل نہین سکتا۔ صرف خلوص دیکھا جاتا ہے ۔ الحاصل کامل الایمان
لوگون کی حالت ہی کچھہ اور ہوتی ہے جسکو ہر شخص سمجھہ نہین سکتا اونکو
خدا اور رسول کے ارشادات پر ایمان لانے مین ذرا بھی تامل نہین ہوتا ضعیف الایمان
بھی اگر ایمان لانا چاہین کہ فقیر حج کرنے سے غنی ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث شریف
مین وارد ہے تو اونکو یہ خیال کرنا چاہئے کہ فقیر کو غنی بنانا خدا ہی کا کام ہے
ممکن ہے کہ کوئی ایسا سبب قائم کردے کہ نکبت اور افلاس دور ہو جائے
اگر تونگری صرف عقل سے متعلق ہوتی تو دنیا مین کل عقلاء غنی ہوتے حالانکہ ہمارا
مشاہدہ ہے کہ اکثر عقلا مفلوک اور مفلس رہتے ہین ۔ اور بہت سے
حمقاء عیش و عشرت کے مزے اڑاتے ہین اور عقلا کے محسود بنے رہتے ہین
و لنعم ما قیل ؎ اگر روزی بدانش در فزودے ؛ ز نادان تنگ تر روزی نبودے ؛

بناداں آنچناں روزی رساند   کہ صد دانا درآں حیران بماند

خدا کی قدرت کا مشاہدہ اسی سے ہو جاتا ہے کہ بیت اللہ ایک ریگستان اور کوہستان
مین واقع ہے جہان کہیتی تک نہین ہوتی باوجود اسکے جسکا جی چاہے دیکھہ لے
کہ کیسے لطیف اور خوشگوار میوے موسم حج مین وہان ملتے ہین لاکھون
آدمیون کا مجمع ہونے پر غنی تو غنی فقیر بھی اس افراط سے میوے کہاتی ہین
کہ دوسری اکثر مقامات مین اغنیا کو بھی نصیب نہین ہوتے۔
اس سے زیادہ قابل حیرت یہ واقعہ ہے کہ منیٰ مین تین جمرات ہین جنکو
ستر کنکریان مارنا ضرور ہے ان مقامات مین جہان کنکر گرتے ہین وہ
جگہ دس بیند ہر اگز طول وعرض کی ہوگی مزدلفہ کے میدان سے ہر شخص
کنکر اپنے ساتھہ لاکر وہان مارتا ہے اب دیکھیئے کہ حاجی ہر سال چھے لاکھہ
ہوتے ہین جیسا کہ حدیث شریف مین ہے کہ اگر کسی سال چھے لاکھہ سے کم ہون تو
فرشتے اس عدد کو پورا کرتے ہین اس حساب سے ہر سال چار کرور بیس
لاکھہ کنکرون کی ڈھیر وہان ہوتی ہے اور یہ طریقہ ہزارون سال سے جاری ہے
صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے حساب لگایا جائے تو
اس تیرہ سو اونتیس سال کے کنکرون کے تین پہاڑ ہونا چاہیئے حالانکہ
پہاڑ تو کہان ایک ٹیلہ بھی نہین ہے پھر یہ بھی خیال نہین ہوسکتا کہ سیل مین
وہ بہ جاتے ہونگے اسلئے کہ وہ سیل کا مقام نہین اور نہ سخت ہوا اوٗن کا

وہان گذر ہے اور نہ سرکار کی طرف سے اونکے اٹھوانے کا کوئی اہتمام ہے
اس کھلے مشاہدہ کے بعد ہر عاقل کو یہ اعتراف کرنا پڑیگا کہ خدائے تعالی کی قدرت
سے کوئی بات بعید نہین اس قسم کے مشاہدات کے بعد جسکو ذرا بھی ایمان ہو
اوسکا ایمان قوی ہوجاتا ہے اور ان اماکن متبرکہ کی ایسی وقعت اوسکے
دلمین ہوتی ہے کہ جسکا بیان نہین اور جسکو ایمان سے کوئی تعلق نہو اوسکے دل پر
کوئی اثر نہین ہوتا اور یہ کوئی نئی بات نہین اگر ہر ایک کے دل پر یہ اثر ہونے لگے
تو دنیا مین کوئی کافر نرہے چونکہ یہ متبرک مقامات مسلمانون کے عبادتگاہین
ہین کفار اونکی ہمیشہ توہین کرتے رہتے ہین۔
چنانچہ مین ایک سال بعد مغرب حرم شریف مین بیٹہا تھا کہ حجر اسود کے پاس
گڑبڑ ہوئی دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ کسی نے اوسے نجاست لگادی ہے
کفار تو کفار بعضے مسلمان صورت بھی اونکے ہمزبان اور ہم خیال ہوتے
جاتے ہین۔ چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب اڈیٹر یہان رنگون پرچہ اتحاد
مذاہب عالم کے جلد (۱) نمبر (۱-۲) ۱۹۰۸ء مین لکھتے ہین کہ " ملانہ اسلام
" نے کعبہ کو پارسنات کا بھائی ظاہر کرکے جسکو چھوتے ہی سونا بنجائیگا چکما "
" دیکر ٹکڑ گداؤن تنگ کے لئے حج کو عام کردیا۔ حجر اسود جو سیاہ پتھر ہے اوسکو "
" چومنے یا چھونے کا ذکر رمی جمار کنکریون سے بزعم خود ملانہ اسلام کے "
" شیطان کو مارنے کا ذکر میقات سے احرام مین داخلہ کا ذکر سات مرتبہ کعبہ کے

گرد گھومنے کا ذکر تہ بند اور بے سلا کپڑا اوقت احرام باندھنے اور ٹھپنے کا ذکر قرآن بھر مین کہین نہین ہے مگر ملانہ اسلام کے حج مین یہ سب اور ایسے "اور بھی طوفان بدتمیزی بدتہذیبی بہت سے موجود ہین انتہے"۔

مقصود یہ کہ یہ سب طوفان بے تمیزی اور بدتہذیبیان معاذاللہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلم کی نکالی ہوی ہین اور چونکہ قرآن مین نہین اسلئے دین سے اونکو کوئی تعلق نہین یہ صاحب غالباً مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی کی اتباع مین ہین جنہون نے یہ بات ایجاد کی ہے کہ سوا ئے قرآن کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات قابل اعتبار نہین

مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی نے مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے مقابلہ مین صفحہ مین لکھا ہے "اگر بالفرض اطیعوا الرّسول سے

"محمد رسول اللہ سلام علیہ یا کوئی اور غیر اللہ مین سے مراد لیا جائے تو"

"خواہ مخواہ بلا چون وچرا ماننا پڑیگا کہ عباد اللہ دو حکمون کی فرمان برداری"

"کے مکلف ہین۔ ایک اللہ تعالی کا اور دوسرا حکم محمد رسول اللہ سلام علیہ کا"

"ماننا انکا ضروری ہے۔ چونکہ مطابق اِنِ الحُکمُ اِلّا لِلّٰہِ حکم ہی اللہ ہی کا"

"خاصہ ہے پھر محمد رسول اللہ سلام علیہ کو حکم الٰہی کا مستحق تصور کرنا شرک"

"نہین تو کیا ہے"۔

صفحہ ۱۷ "اگر بالفرض آپ پر بہتان وافترا کیا جائے کہ آپ نے کبھی بھی اپنی تمام عمر مین

"ایک حدیث قولی یا فعلی یا تقریری دین اسلام کے بارے مین سوا ے"
"عبارۃ النص قرآن مجید کی فرمائی ہے تو معاذ اللہ حاشا للہ ایسی"
"بھاری تہمت ہے جیسا کوئی یہ کہدے کہ آپ اللہ تعالی کی عبادت بہی"
"کیا کرتے تھے اور بُت پرستی بہی کیا کرتے تھے۔
"صف۲ جسطرح سابقہ رسل وانبیا کی احادیث ماسوائے کتب منزلہ من اللہ"
"دین اسلام مین شمار نہین کی گیئن اور نہ اونکو بدرجہ اعتبار مانا گیا"
"اسیطرح محمد رسول اللہ سلام علیہ کی بھی احادیث ماسوا ے قرآن مجید دین سلام"
"مین ہرگز ہرگز قابل اعتبار نہین اسلئے کہ وہ سب محض افترا و بہتان ہین"
"صف۱۸ غرضکہ جملہ کتب منزلہ مین ہر ایک کتاب خصوصًا قرآن مجید مین جملہ احکام"
"وتمام مسائل دین اسلام کے بارے مین مباح تک بہی ہر طرح کامل مکمل مفصل"
"مشرح کافی شافی وافی عافی ہوتے ہین اونکے کسی مسئلہ مین اجمال و اشکال"
"نہین ہوتا کما قال اللہ تعالی وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا"
"لِكُلِّ شَيْءٍ وقولہ تعالی وَمَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِن شَيْءٍ الخ انتہے"۔

ان عبارتون سے کئی باتین معلوم ہوین۔

(۱) جتنی حدیثین قولی یا فعلی یا تقریری حدیث کی کتابون مین ہین کوئی قابل اعتبار نہین بلکہ افترا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف انکو منسوب کرنا ایسا ہے جیسے بُت پرستی کی تہمت لگانی۔

معمولی عقل کا آدمی اگر ذرا غور کرے تو معلوم ہو کہ سو پچاس آدمی کسی بات
کی خبر دیتے ہین تو اوسکا یقین ہو جاتا ہے دیکھئے فرانس امریکہ وغیرہ
کو دیکھے ہوے لوگ ہر شہر مین کتنے ہوتے ہین مگر انہی چند لوگون کی خبرون سے
سننے والون کو یقین ہو جاتا ہے کہ دنیا مین ان شہرون کا وجود ہے
برخلاف اسکے اسلام کے کل فرقون کی لاکھون کتابین قدیم وجدید گواہی
دے رہی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثین موجود ہین مگر مولوصاحب
یہی کہے جاتے ہین کہ یہ سب افترا ہے ہم یہ نہین کہہ سکتے کہ اونکو عقل
نہین جو بداہت کا انکار کرتے ہین مگر یہ ضرور کہینگے کہ دین حق کا مقابلہ کرنے
والا جب تک اتنا شوخ چشم نہو مقابلہ نہین کر سکتا دیکھہ لیجئے کفار
علانیہ معجزے دیکھتے تھے مگر ڈہٹائی سے اولٹا سیدہا جواب دیدیتے تھے
اسیطرح مولوی صاحب اگر تواتر کا انکار کرین تو اونکا فرض منصبی ہے
کیونکہ تواتر مشاہدہ سے زیادہ نہین ہے گو دونون مفید علم ہون
افادۃ الافہام مین ہم لکھہ آئے ہین کہ ہر زمانہ مین اس قسم کے لوگ
بکثرت ہوا کئے اونکے واقعات بھی لکھے گئے ہین جن سے ظاہر ہے کہ کیسی
کیسی تدابیر سی اُنہون نے مسلمانون کو تباہ کیا پچھلے زمانون مین اتفاقاً
کوئی شخص ایسا نکلتا تھا اب تو بقول شخصے دڑبا کھل گیا ہے ہر طرف سے
یہی ہانک پکار ہے کہ آج یہ نکلا اور کل وہ نکلا۔

قابل توجہ یہ بات ہے کہ جسکا اثر پڑتا ہے ہمارے سنی حضرات ہی پر پڑتا ہے
قادیانی۔ نیچر وغیرہ فی عام دعوت کی ادعا کر رہے ہین مگر نہ کوئی اہل یورپ نے
اونکی بات مانی نہ ہندؤن نے نہ اورکسی اسلامی فرقہ نے خدا ہماری جماعت کو
سلامت رکھے یہی حضرات سخی ہین کہ ہر ایک کی مراد پوری کرتے ہین اور وقتاً فوقتاً
اونکے شریک حال ہوکر اونکی ایک گروہ بنا دیتے ہین عقل سے معذور ہون تو
ہون بے تعصب اور منصف اسس درجہ کہ جسنے کچھہ کہدیا اوسکو کمال غور
سے دیکھینگے اور بے علمی اور کم عقلی سے جواب نہ سوچھے تو اسیکا نام انصاف
رکھدینگے کہ وہ مان لیا جائے اودہر جاہلون کو شکار کرنیکے ہتکنڈے ہاتہ لگ گئے ہین
وہ ایسے دام بچھاتے ہین کہ خواہ مخواہ اونمین پھنس جائین اگر علم ہو تو اونکی مکاریان
اور جعلسازیون کا جواب دے سکین پھر عقل پر ناز ہے کہ ہم ہر چیز کو خوب سمجھہ
سکتے ہین۔ اگر کچھہ خرچ کرکے ایمان خریدا ہوتا تو اوسکے کہو جانے کا کچھہ غم ہوتا وہ تو
باپ دادا کی کمائی تھی مال میراث کی طرح بیدریغ لٹا دینی کوئی مشکل بات نہین
اگر ایک روپیہ کوئی دہوکہ دیکر لیجائے تو عمر بھر یاد رکھین مگر کوئی پھسلاکر ایمان لیجائے تو
اوسکی کچھہ پرواہ نہین۔ اب کہئے کہ اونکو ایمان سے کیا تعلق پھر ایسون کا اہل اسلام مین
رہنے سے فائدہ ہی کیا بلکہ ایسے لوگون کا تو علیحدہ ہوجانا ہی قرین مصلحت ہے۔ خس کم
جہان پاک۔ البتہ قابل افسوس یہ ہوگا کہ کوئی ایماندار آدمی بے ایمان ہوجائے تعجب نہین
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث شریف مین اسی طرف اشارہ فرمایا ہو کہ

"اخر زمانہ مین جو فتنے ہون اونکو مگر وہ نہ سمجھو"
بہر حال یہ دعا کرنا چاہیئے کہ خدائے تعالے اہل ایمان کو استقامت عطا فرمائے کہ اخیر زمانے کے فتنے سے محفوظ رہین۔

(۲) "اگر اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی فرض ہو تو دو حکمون کی اطاعت فرض ہوی"۔

معلوم نہین یہ کہان کا قاعدہ ہے یہ تو ہر شخص جانتا ہے کہ بادشاہ اپنے وزیر بلکہ چھوٹے چھوٹے عہدہ دارون کی اطاعت کا حکم دیتا ہے اور یہ کوئی نہین سمجھتا کہ وہ سب بادشاہ کے شریک اور مستقل حاکم ہوگئے۔ اسی طرح اسلامی کل فرقے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو فرض سمجھتے تھے اور ابتک سمجھتے ہین۔ مگر کسی نے یہ نہین کہا کہ خدا کی طرح حضرت کا بھی حکم مستقل ہے بلکہ جسطرح حق تعالے فرماتا ہے وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ اسی طرح یہ سمجھتے ہین کہ حضرت کی اطاعت عین اطاعت الٰہی ہے اور جو حکم حضرت کا ہے وہ خدا ہی کا حکم ہے جیسے مدار المہام وغیرہ کے احکام عین احکام شاہی سمجھے جاتے ہین۔

یہان یہ دیکھنا چاہیئے کہ اطاعت کے کیا معنی ہین ہر لغت کی کتاب مین ہے کہ اطاعت فرمان برداری کا نام ہے اس سے ثابت ہے کہ اطاعت کرنے کے لئے ایک فرمان کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً بادشاہ اپنی اطاعت

کرانا چاہے تو پہلے فرمان جاری کریگا جسپر عمل کرنے والے مطیع اور فرمان بردار اور نہ کرنے والے عاصی اور نافرمان سمجھے جائینگے اسی طرح خدائے تعالی کی اطاعت کے لئے اوسکے فرمان کی ضرورت ہے اور رسول کی اطاعت کیلئے اونکے فرمان کی۔ اب ہم دیکھتے ہین کہ خدای تعالی کا فرمان تو قرآن مجید ہے جسپر عمل کرنیکے ہم مامور ہین اور اوسپر عمل کرنے سے مطیع سمجھے جائینگے۔ اب رہا رسول کا فرمان سو وہ احادیث ہین جو کوئی احادیث پر عمل کریگا وہ اونکا مطیع سمجھا جائیگا یہی بات مسلمانون کے کل فرقون مین مسلم اور معروف ہے یہ بات دوسری ہے کہ بعضے احادیث موضوع اور ضعیف ہونے کی وجہ سے واجب العمل نہین یہان کلام اسمین ہے کہ جب رسول کی اطاعت کا حکم ہے تو اونکا فرمان بھی ہونا چاہیے جسکے مطابق عمل کرنے سے آدمی فرمان بردار سمجھا جائے۔ ہر ایک مسلمان جانتا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احادیث موجود ہین جو اسلام کے ہر فرقے کے لوگ اونپر عمل کرتے ہین کوئی اسلامی فرقہ ایسا نہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمان برداری کو ضروری نہین سمجھتا۔

اب بقول چکڑالوی صاحب اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ مین رسول سے مراد قرآن ہے تو یہ ثابت کرنے کی ضرورت ہوگی کہ قرآن جو خود فرمان آلہی ہے اوسکا بھی کوئی فرمان ہے مثلاً خدای تعالی کا فرمان اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ ہے تو

اقیموا الصلوٰۃ کا بھی کوئی فرمان ہوگا جسکی فرمان برداری سے رسول (یعنے قرآن) کی اطاعت ہوگی کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ مطاع اور اوسکے حکم مین مغائرت بالذات ہوا کرتی ہے۔

اسلام کے فرقون مین معتزلہ جو حکما کے کاسہ لیس ہین اونکو بعضے امور مین احادیث کے ترک کرنے کی ضرورت تہی اوسکا اثر انہون نے صرف احادیث ہی پر ڈالا تہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ماننے مین تامل نہین۔ مگر قطعی طور پر اونکا ثبوت نہین۔

نیچر اور قادیانی وغیرہ انہین تقریرون سے کام لیا کئے جسکے جوابات ہم نے افادۃ الافہام اور حقیقۃ الفقہ مین لکھے ہین۔

چکڑالوی صاحب نے دیکھا کہ مسلمانون مین بعضے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و مذمت کیا کرتے ہین اور سنا جاتا ہے کہ کلمہ توحید مین کان محمد رسول اللہ کہا کرتے ہین جسکا نتیجہ یہ ہے کہ اب آپکی رسالت ہی باقی نہین رہی انہون نے کہا کہ ایسے شخص کے ماننے کی ضرورت ہی کیا اونکو اسلام مین کوئی دخل ہی نہین اسلئے اَطِیعُوا الرَّسُوْلَ سے مراد قرآن ہے اور اوسپر یہ استدلال کیا کہ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ (یعنے حکم اللہ ہی کے لئے خاص ہے) اگرچہ کان رسول اللہ کہنے والون کو خوشی تو ہوی ہوگی مگر تعصب مذہبی یعنے عمل بالحدیث چند روز عامل بالقرآن ہونے کا مانع رہیگا۔

پھر چونکہ مسلک قریب قریب ہے تعجب نہین کہ یہہ تعصب بہی چندروز
مین کم ہو جائیگا۔

(۳) "قرآن شریف مین کل مسائل دینی مباح تگ مفصل مذکور ہین
اسلیئے احادیث کی کوئی ضرورت نہین"۔

یہ درست ہے مگر کل مسائل قرآن شریف سے نکالنا ہر شخص کا کام نہین
وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا کام تہا اسی تحریر کے زمانے مین مولوی
شیخ چٹو صاحب اہل قرآن نے ایک پرچہ مورخہ ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ع میرے
پاس روانہ فرمایا جسمین سوال یہ تھا کہ اگر کوئی اپنی زوجہ کے ساتھ لواطت
کرے تو اوسکا حکم قرآن سے کیا ہے اہل قرآن نے جواب دیا وَاِذَا تَوَلّٰی
سَعٰی فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْهَا وَیُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ
مین ہلاکت نسل سے مراد لواطت۔ جلق وطی حیوانات وغیرہ ہے اور جزاء
اوسکی اس آیہ شریفہ مین مذکور ہے اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ
وَرَسُوْلَهٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ
اَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ۔
کہ یہ کام کرنے والے سولی پر چڑہائے جائین اور شادی شدہ بدکارون کی
سزا قتل اور قطاع الطریق کی سزا ہاتھہ پاؤن کاٹنے ہین اور یہ جزا جزاء
سیئۃ سیئۃ مثلہا ہے۔

لیجئے قرآن شریف جسکی نسبت تِبْیَانًا لِکُلِّ شَیْءٍ و تَفْصِیْلاً لِکُلِّ شَیْءٍ
وغیرہ وارد ہے اوس سے مفصل مشرح کافی شافی وافی عافی طور پر یہ
مسئلہ ثابت ہوا کہ ایک بیچارہ گوشہ نشین اس خیال سے کہ کہین زنا مین
مبتلا نہو جائے جلق کرے اوسکی سزا بحسب جزاء سیئۃ سیئۃ
مثلھا تو یہ ہو کہ سولی پر چڑہایا جاے اور قطاع الطریق جو لوگون کو قتل کرین
مال لوٹین نقض امن کرین اونکی سزا یہہ کہ صرف ہاتھ پاؤن کاٹ کے چھوڑ
دیئے جائین اور وہ بھی جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا ہو اور یہی حکم قرآن شریف
مفصل مشرح وغیرہ وغیرہ سے ہو تو کیا کوئی عاقل یا جاہل اسکا قائل
ہو سکتا ہے کہ قرآن ایسا بے تکا حکم کریگا۔ اگر نطفہ کو ضائع کرنا سولی
چڑہانے کا باعث ہے تو لازم آئیگا کہ ہر کسی کے ساتھ ایک لگائی لگی رہے
جہان چند روز بے تعلقی یا بے اختلاطی سے گذرے یا احتلام ہو گیا تو
پولیس کا فرض ہے کہ جرم وَیُھْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ مین اوسکو
پہانسین اور پھانسی پر فوراً دے گہسیٹین۔ کیونکہ حد شرعی کے قایم کرنے مین
دیر نہونی چاہیئے کیا کوئی عاقل یا جاہل کہہ سکتا ہے کہ خدا ے تعالی نے یہ مسئلہ
مشرح ومصرح قرآن شریف مین بیان فرمایا ہے۔ اب کہیئے کہ کل مسائل قرآن شریف
سے نکالنا کیا ہر شخص کا کام ہو سکتا ہے ہرگز نہین جب تک منجانب اللہ
تعلیم نہو ممکن نہین کہ کوئی یہ دعوی کر سکے۔ یہ اونہین کا کام ہے جنکی شان مین

حق تعالی فرماتا ہے وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ
یعنے اپنی خواہش سے وہ کوئی بات نہین کہتے جتنی باتین وہ دینی تعلیم مین
کہتے ہین سب وحی سے ہوتی ہین - یہہ منصب تعلیم حضرت صلی اللہ علیہ
والہ وسلم ہی کو عطا کیا گیا جیسا کہ قرآن شریف مین ہے كَمَا أَرْسَلْنَا
فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ
الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ -
یعنے ہم نے ایک رسول تم ہی مین سے منتخب کرکے تم مین بہیجا جو ہماری
آیتین تمہین سناتے ہین اور تمکو پاک کرتے ہین اور قرآن اور حکمت کی
تعلیم کرتے ہین اور اُن باتون کی تعلیم کرتے ہین جو تم نہین جانتے انتھے -
دیکھیئے اس سے توصاف ظاہر ہے کہ جو مسائل معلوم نہین ہوتے گو قرآن
مین ہین مگر انکی تعلیم کرنی حضرت ہی کا کام تھا اور مولوی صاحب کا دعوی
یہہ ہے کہ وہ سب قرآن شریف مین مفصل اور مصرح ہین پھر جو مسئلہ کہ
اس سے نکالا اوسکو بہی آپ نے دیکھہ لیا کہ ادنے سی بات یعنے جلق
پر پھانسی کی سزا مقرر کردی اور اس جرات کے ساتھہ کہ وہ قرآن مین مصرح
اور مفصل مذکور ہے - نسل لغت مین اولاد کو کہتے ہین اور مولویصاحب
نے وہ نطفہ کا نام رکھہ دیا کیونکہ اس سے اولاد پیدا ہوتی ہے پھر اولاد
کے قتل کی جو سزا تھی وہی نطفہ کے ضایع کرنیکی مقرر کردی - تعجب نہین کہ

آیندہ چلکر اس شخص کے لئے بھی پھانسی کی سزا مقرر کر دین جو کسی کا کہانا کہالے یا تلف کر دے اسلئے کہ آخر کہانے ہی سے نطفہ اور اولاد پیدا ہوتی ہے اسپر یہہ دعوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم بے اعتبار اور اپنی تعلیم قابل اعتبار ہے ؎

گر ہمین مکتب است و این ملّا

مولوی صاحب جو قرآن کو رسول ٹھراتے ہین غرض اس سے یہہ ہے کہ قرآن کے جو معنی خود بیان کرین وہی معتبر مانے جائین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات نہ مانی جائے جسکا مطلب کھلے لفظون مین یہہ ہوا کہ خود رسول اللہ ہین کہ احکام الٰہی کی تبلیغ کر رہے ہین۔ ایسے ہی لوگ دنیا مین ہونگے کہ انہین کو رسول بنا لینگے چنانچہ ابہی سے ایک کمیٹی بہی قائم ہو چکی ہے اور چندہ بہی فراہم ہو رہا ہے اور بہت زور و شور سے فتوے شایع ہو رہے ہین خیر وہ جانین اور انکی امت مگر مسلمانون کو یہہ معلوم کرنا چاہیئے کہ جتنے مسائل و احکام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہین وہ سب ایک قسم کی وحی ہین جو اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی سے صاف ظاہر ہے اسی وجہ سے صحابہ اور علمائے امت نے احادیث کو محفوظ کر لیا جو کتب احادیث مین موجود ہین ظاہراً قرآن و حدیث مین کوئی فرق نہین جیسے قرآن وحی ہے حدیث بہی وحی ہے جیسا کہ آیہ موصوفہ سے ابہی معلوم ہوا اور جسطرح احادیث آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال ہین قرآن بھی حضرت ہی کا قول ہے۔
چنانچہ حق تعالی قرآن کی شان مین فرماتاہے اِنَّهٗ لَقَوْلُ
رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ کیونکہ یہہ تو کوئی دیکھاہی
نہ تھاکہ جبرئیل علیہ السلام حضرت کو قرآن سنارہے ہین یااورکسیطریقہ
سے دے رہے ہین جوآیت حضرت پر نازل ہوتی آپ ہی کی زبان سے
لوگ سنتے تھے جسطرح آپکی باتین سناکرتے تھے کیونکہ آپ کو دونون
قسم کی وحیین معلوم اورممتاز تہین اسلئے قرآن کی وحی جب ہوتی تو
خاص طورپر فرماتے تھے کہ یہہ قرآن ہے۔ وحی کی حقیقت وہی جانین
جن پر وہ اُترتی ہو دوسرے کو اسکا علم کیونکر ہوسکے دیکھیئے حق تعالی نے
موسیٰ علیہ السلام کی والدہ پر وحی کی کہ انکو دریامین ڈالدو انہون نے ذرا
بھی اسمین توقف نہ کیا جیساکہ حق تعالی فرماتاہے وَاَوْحَيْنَا اِلٰى اُمِّ مُوْسٰى
اَنْ اَرْضِعِيْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ
اِنَّا رَادُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ الخ۔ اب غور کیجیے کہ اپنے شیرخوار
لڑکے کو دریامین ڈالنا اوراسپر یہہ اطمینان کہ کتنے ہی غوطہ کہائے اور کتنے ہی دریائی
جانور اسکے گرد وپیش ہون اسکو کچھہ ضرر نہ ہوگا۔ اورچندروزمین وہ اپنے ہی پاس واپس آجائیگا
کیایہہ آثار صرف خیال پر مرتب ہوسکتے ہین ہرگزنہین یہہ اسی سچی وحی کا اثرتھا جسکو
انہین کا دل جانتا تھا اب اگرکوی ایسا شخص کہ نہ وحی کی حقیقت کبھی اسنے دیکھی اورنہ وحیون

مین جو فرق ہوتا ہے اسکی خبر اُسکا انکار کرے تو ایمان دارون کے نزدیک اسکے
مثال بعینہ ایسی ہوگی جیسے مادرزاد نابینا کھے کہ ممکن نہین کہ دنیا مین سیاہ
وسفید کا وجود ہو اوران دونون مین کوئی فرق ہو جب تقریر بالا سے ان مذاہب
باطلہ کی حقیقت کہل گئی کہ انہون نے یہہ بنیاد قائم کی ہے کہ فقہ وحدیث کو
باطل کر کے قرآن کے معنی مین جسطرح چاہین تصرف وتحریف کر کے آریہ کی
طرح ایک نیا مذہب بنالین تو اب اہل ایمان کو سمجہنا چاہیئے یہہ سب بناء الفاسد
علی الفاسد ہے اسلیئے انکی کوی بات نہ سنین اور نہ اسمین غور وفکر کرین۔
"پرچہ اتحاد مذاہب عالم مین لکہا ہے کہ نہ نماز مسلمانون کی سی باقی رہی
نہ روزہ نہ حج نہ زکوۃ چنانچہ نماز کی نسبت لکہا ہے کہ اُذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ
تَضَرُّعًا وَّخِيفَةً سے ثابت ہے کہ اصلی رکن نماز توجہ الی اللہ ہے جو کہڑے
بیٹھے چلتے پہرتے بیماری وغیرہ مین بآسانی ادا ہو سکتا ہے اور رکوع وغیرہ"
"ساقط ہو جاتے ہین اسلیئے ملّانہ نماز جو لوگ پڑہا کرتے ہین اسکی کوئی ضرورت"
"نہین اور لکہا ہے کہ حج کی غرض صرف یہی ہے کہ سست امرا کی اصلاح اس"
"سفر کی صعوبتون سے ہو جائے اور دراصل ابراہیم علیہ السلام نے تجارت کی منڈی"
"وہان قرار دی حج سے اسکو مدد دینا ہے۔ اور لکہا ہے کہ وہ اسلام (قرآن)"
"جس نے بُت پرستون بدو جیسے جاہل اقوام کو مہذب وتعلیم یافتہ اقوام پر حکمران"
"بنایا تہا اب وہ اسلام مرگیا قرآنی اسلام جو اعلی درجہ کی مشین بنائی تھی اسکے پرزے"

زنگ آلودہ ہوکر اپنی جگہ قائم نہین رہے تمام پرزون پر حدیثون کا زنگ اسقدر
چڑھا ہوا ہے کہ جس سے ہر پرزے کی شکل ہی تبدیل ہوگئی ہے موجودہ مسلمانون
مین نہ وہ کلمہ ہے نہ وہ نماز ہے نہ وہ روزہ ہے نہ وہ زکوٰۃ حج وغیرہ ہے چنانچہ
"کلمہ پہلے اصلی اسلام کا یہہ کلمہ تھا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
اب ملانہ اسلام کا یہہ کلمہ ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ایک خدا
ہے جسکے پیچھے محمدؐ ہین جسکو شرک فی الکلمہ کہنا چاہیئے توحید کی مٹی یون پلید کی گئی کہ
اسلام کی پہلی عالیشان بنیاد کو شرک کے گوبر سے لیپ دیا نماز مین کسیکی بہی یاد
شامل نہین یا شریک کرنے کی ممانعت قطعی ہے مگر ملانہ اسلام نے التحیات اور درود
کو اندرون نماز مقرر کرکے شرک فی الصلوٰۃ کو قائم کر دیا۔ حضرت محمدؐ سلام علیہ کیلئے
خدا کی رحمتون اور برکتون کا خدا سے مطالبہ اس زمانے مین جب کہ آنحضرت اس دنیا
سے رخصت ہو چکے ہون کیا معنی رکھتا ہے کیا خبط نہین یہہ ٹہیک ایسا ہے
جیسے اب کوئی نماز مین کہے کہ خداوندا شہنشاہ اکبر پر اپنا سلام اپنی رحمتین برکتین
وغیرہ بہیج کر اوسے ہندوستان کا پھر بادشاہ بنا دے۔ انتھے!"

معترض صاحب نے جب اصلی اسلام اور ملانہ اسلام مین فرق کیا اور ملانہ
اسلام کو شرک اور کفر قرار دیا تو ان کو ضرور تھا کہ کتب تواریخ سے اسکا ثبوت
دیتے کہ فلان صدی سے کلمہ توحید وغیرہ مین تغیر واقع ہوا اور فلان شخص اسکا
بانی ہے اسیطرح نماز وغیرہ مین وقتاً فوقتاً تغیر ہوتا گیا اور وہ اصلی اسلام فلان مقام مین

اب تک محفوظ ہے یا فلان وقت تک محفوظ رہا اسکے بعد طوفان بے تمیزی
عالمگیر ہوگیا جسطرح اسلام مین جو فرقے پیدا ہوتے گئے انکے موجدون کے نام
اور انکی ابتدائی عقائد اور ان سے جو جو مناظرے ہوے سب کتب تواریخ مین
مفصل مذکور ہین اسیطرح یہہ طائفہ اسلام اصلی اسلام کے بعد اگر پیدا ہوا تھا تو
کسی تاریخ مین تو اسکا ذکر ہوتا برخلاف اسکے جتنے فرقے مسلمانون کے اسوقت موجود
ہین انمین یہہ سب امور جنکو معترض صاحب شرک قرار دیتے ہین موجود ہین
اسوقت بفضلہ تعالی مشرق سے مغرب تک اسلام پھیلا ہوا ہے جس مسلمان سے
پوچھئے یہی کہیگا کہ یہہ سب امور نسلاً بعد نسلٍ بتواتر ہم تک پہنچے ہین اس سے
معلوم ہوا کہ ہمارا دین جس شرک سے منع کرتا ہے اسکی حقیقت ہی کچھہ اور ہے
ہر شخص اوسکو نہین جان سکتا کیونکہ مسلمانی چیز ہی دوسری ہے صرف
مسلمانون کے سے نام رکھہ لینے سے آدمی مسلمان نہین ہوسکتا اسکی
غوامض وہ لوگ جانتے ہین جو عمر بھر اسلامی علوم کی خدمت کرتے رہے ۔
انجنیر صاحب خود خیال کرسکتے ہین کہ کسقدر راتدن کی جانفشانی اور دیدہ ریزی
کے بعد انجنیری مین انہون نے امتحان دیا ہوگا جسمین کامیابی کے بعد نوکری ملی
اب اگر کوئی انجنیری سے ناواقف انکے بنائے ہوے مکانات وغیرہ مین اعتراض
کرنے لگے تو کسقدر انکو شاق ہوگا۔ طرز تقریر سے انکے معلوم ہوتا ہے کہ لات ملکی کی
ضرور نوبت پہونچیگی کیونکہ انکو تحصیل فن انجنیری اور اسکی تکمیل اور عمل مین نوبت ہی

کہان آئی کہ مسلمانون کے دینی علوم سے جو بحر زخار ہین ماہر ہو سکین باوجود
اسکے اگلے پچھلے علماء کو جنکے طفیل سے ہم تک دین پہونچا مغلطات سناتے ہین
تو خاص انکے فن مین کوی دخل دے تو اسکا کیا حال ہوگا غرضکہ ذاتی لیاقت سے
کوئی تعلق نہین انہون نے ایک فرقہ کو دیکھہ لیا کہ مسلمانون کو مشرک بنایا کرتے ہین
اور شرک فی الاعتقاد اور شرک فی العمل وغیرہ جو انکے زبان زد کلمات ہین سن لئے
اور آگے نظر بڑہائی اور کچھہ آریا وغیرہ کی کتابین بھی نظرون سے گذرین تو تیزی
طبع سے یہانتک بلند پروازیان کین کہ طبقہ صحابہ تک کو مشرک بنا چھوڑا
اور درباطن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی الزام لگا دیا کیونکہ صحابہ ان
امور کو کیا جانین حضرت ہی کے تعلیم کا وہ اثر تھا جیسا کہ اس آیہ شریفہ سے
ظاہر ہے يُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ اسکے سوا صدہا آیتون سے بھی ثابت ہے
اب وہ حضرات (جو مسلمانون کو بات بات مین مشرک بناتے تھے خصوصاً
حنفیہ اور مشائخین کو مشرک بنانے کا ٹھیکہ ہی لے لیا تھا) دم بخود ہین۔ کہ
شرک فی الکلمہ اور شرک فی العبادت وغیرہ باتین تو وہی معمولی ہین جو ہمارے
زبانون پر دن رات جاری ہین مگر اس مصنوعی شرک کا گولہ بے طور بھیجا گیا جس سے
جان بچانا مشکل ہے۔ ممکن ہے کہ چند روز سوچنے مین کوئی جواب خیال مین آجائے
تاہم اس فرقہ کے جہال پر اسکا اثر ضرور پڑے گا۔ وہ اپنے علماء سے ضرور پوچھینگے
کہ حضرت ہم تو مسلمانون کو بڑے ذوق وشوق سے مشرک بنائے نبی صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے تصور کو بھی شرک کہا کرتے تھے مگر یہہ ہمارے ہی استاد نکلے کہ ہم سے سیکہ کر ہم ہی کو مشرک بنارہے ہین اور بات بہی ٹہیک ہے کہ التحیات اور درود کا پڑہنا تو ضرور مگر اسکے معنی کا خیال حرام جسپر کجدار و مریز کی مثل صادق آتی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے برابر کے بھائی سمجہنا اور انکی حدیثون پر عمل کرکے اہل حدیث کہلانا البتہ محل اعتراض ہے اگر حدیث کے مقابلہ مین اہل فقہ گمراہ ہین تو قرآن کے مقابلہ مین اہل حدیث بھی ہدایت پر نہین ہوسکتے غرض کہ اس فرقہ کا کچھہ نہ کچھہ اثر اُنکے دلون پر ضرور ہوگا یھہ نتیجہ اس افراط و تفریط کا ہے جو قرآن و حدیث مین توسط کی راہ جو بتلائی گئی اسکو چہوڑکر ایک پہلو اختیار کیا گیا۔ مگر الحمد للہ اہل سنّت وجماعت کے اعتقاد پر ان باتون کا کچہہ اثر نہین ہوسکتا۔ ہمارا ایک ہی جواب ہے کہ ان وساوس شیطانی پر لاحول پڑہکر کہینگے کہ ہمارا دین وایمان وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو فرمایا اور وہ ہم تک نسلاً بعد نسلٍ پہونچا کیونکہ خدائے تعالے قرآن شریف مین صاف فرمایا ہے کہ مسلمان لوگ جس راستے پر ہون وہی اختیار کرو اور جو کوئی اس راستے سے جدا ہوا وہ دوزخی ہے کما قال تعالی۔ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر مین حق تعالی فرمایا ہے اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا

لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ وَتُسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا۔ یعنی اے پیغمبر ہم نے تمکو بھیجا احوال بتانے والے اور خوشی اور ڈر بتانے والے تاکہ تم لوگ اے مسلمانوں یقین لاو اللہ پر اور اوسکے رسول پر اور رسول کی تعظیم و توقیر و اجلال کرو اور صبح و شام اسکی پاکی بیان کرو انتھے۔ اگر تُسَبِّحُوْہُ کی ضمیر خدایتعالی کی طرف راجع ہے تو ظاہر ہے کہ وہ تمام عیوب سے منزّہ ہے اور اگر سیاق کلام اور انتشار ضمائر کے لحاظ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہو تو حضرت کی تنزیہ وہی ہوگی جو حضرت کی مناسب حال ہو یعنے بے دین جو حضرت پر الزام لگاتے ہین کہ آپ بہی ہم جیسے ایک معمولی آدمی تھے کوئی فضیلت آپ مین نہ تھی یا ساحر تھے وغیرہ وغیرہ ان سب نقائص سے آپ پاک ہین جب خدا ہی تعالی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کرنے کا ہمین حکم دیا اور حضرت نے تعلیم کی کہ عین نماز مین ایھا النبی کہکر اپنے دلمین مجہے پکارو اور خطاب کرکے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ کہو تو اب ہمین کسکا خوف ہے شعر ؎ گر طمع خواہد ز من سلطان دین ؛ خاک بر فرق قناعت بعد ازین ؛ اگر خوف ہے تو ان لوگون کو ہے جو نہ خدا کی مانین نہ رسول کی خدائے تعالی نے تو تعظیم و توقیر کرنے کو فرمایا جس سے مقصود آپ کی تعظیم و توقیر کرانی ہے اس صورت مین آپکی توہین خدا ہی تعالی کی توہین ہوگی دیکہئے خدائے تعالی کو منظور تھا کہ آدم علیہ السّلام کی تعظیم و توقیر ہو فرشتون کو

حکم ہوا کہ انکو سجدہ کرین چونکہ وہ مقربین بارگاہ تھے فوراً بے چون وچرا سب
سجدہ مین گر پڑے اور ابلیس گو پرانا عابد تھا مگر جنگلی تھا لگا کہنے کہ حضرت کہان
شان مسجودیت اور کجا آدم بیچارے ابہی مٹی پانی مین پڑے لوٹ رہے تھے
بہلا یہہ کیونکر ہوسکے کہ سجدہ جو خاص شان کبریائی کے شایان ہے اونکو روبرو
کیا جائے آخر اس توہین کا جو نتیجہ ہوا ظاہر ہے یہہ تو ہر مسلمان جانتا ہے
اور قرآن شریف سے بھی ثابت ہے کہ شیطان آدمی کا جانی دشمن ہے اسکو
منظور ہے کہ کسیطرح آدمیون کو کافر اور دوزخی بنا دے یون تو بہت سے طریقے
گمراہ کرنے کے اسے یاد ہین مگر خاص طریقہ اسکو ایک ایسا معلوم ہے جسمین حتماً کامیابی
ہو کیونکہ اسکے ذاتی تجربہ ہے وہ موثر ثابت ہو گیا ہے وہ یہہ ہے کہ خدای تعالی کو
جن حضرات کی تعظیم و توقیر کرانا منظور ہے انکی توہین کیجائے اور اسکا ذریعہ یہہ
کہ شرک کے مضامین مین موشگافیان کرکے اسکا دائرہ ایسا وسیع کیا جائے کہ اس
تعظیم و توقیر مین شرک کی جہت قائم ہو جائے۔ یہہ طریقہ اس نے اُن لوگون کے لئے
خاص کر رکہا ہے جنکو عبادت اور فضیلت ذاتی پر گہمنڈ ہو کیونکہ انکی نظرون مین
سوائے خدائے تعالے کے کسی کی عظمت نہین ہوتی کیسا ہی معزز شخص ہو انکو حقیر
دکہای دیتا ہے دیکہئے آدم علیہ السلام جیسے معزز شخص کو ابلیس نے حقیر سمجہا ہرچند
خدا کے مقابلہ مین انکی کوئی عظمت نہ تہی مگر اسکو تو انکی تعظیم اور سجدہ کرنیکی ضرورت تھی
مگر اپنی عبادت اور موحد ہونے پر اسے گہمنڈ تھا شرک عبادت کو گوارا نہ کیا اور انکی

تعظیم نہ کرکے ابد الآباد کے لئے ملعون ٹھہرا۔ بخلاف اسکے جو لوگ اپنے آپ کو گنہگار
سمجھکر اپنی بخشایش کی فکر مین رہتے ہین پہلے انکی نظر مقبولان بارگاہ الٰہی پر پڑتی ہے
اور اپنے آپ کو انکے مقابلہ مین ذلیل سمجھکر صدق دل سے انکی تعظیم و توقیر اس خیال سے
کرتے ہین کہ شاید کبھی انکی توجہ ہمارے حال پر مبذول ہو جاے اور بارگاہ الٰہی مین
ہماری طرف سے بطور شفاعت کچھہ عرض کر دین تو انکی سفارش سے ہماری دینی
اور دنیوی مقاصد بآسانی حاصل ہو جائین۔ کیونکہ صحیح حدیثون سے یہہ ثابت ہے
کہ حق تعالی انکی دل شکنی نہین چاہتا وہ خداے تعالے کو ارحم الراحمین ضرور جانتے ہین
مگر جہان توجہ رحمت کے اور اسباب ہین ایک یہہ بھی سبب قوی ہے کہ مقبولان
بارگاہ اون سے راضی ہون اور یہی وجہ تہی کہ صحابہ کرام آن حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے روبرو ایسے بیٹھتے کہ کوی غلام بھی اپنی آقا کے ساتھہ ایسی عاجزی نہین
کرتا اسکے چند نظائر ہم احادیث سے انوار احمدی مین ذکر کر چکے ہین۔ اب اگر اس
لحاظ سے کہ عبادت غایت تذلل کا نام ہے یہہ تذلل بھی معاذ اللہ شرک ہی کے قطار
مین شریک کر لیا جائے تو یہہ نسبت دو رنگ جائیگی جسکو کوئی مسلمان جائز نہین کہہ سکتا۔
اب مشرک بنانے والے حضرات اگر کہین کہ مشرکین بھی اپنے دیوتاؤن کے شفاعت
کے قائل ہین اسلئے شفاعت کی امید مشرکانہ خیال ہے اور اُس امید پر بزرگان
دین کی تعظیم کیجاے تو وہ بھی مشرکین مین داخل ہونگے تو اس آیہ شریفہ پر غور
کرنا چاہیئے جو حق تعالی فرماتا ہے۔ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ

یعنی کون ہے جو شفاعت کر سکے بغیر اللہ کی اجازت کے اگر اسکا یہ مطلب سمجہا جاسے کہ خدا کی بارگاہ مین کوئی شفاعت نہین کر سکتا تو اِلّا باِذنِہٖ بیکار ہوئے جاتا ہے حالانکہ اوس سے صاف ظاہر ہے کہ شفاعت وسفارش کی اجازت ہوگی اب یہان غور کرین کیا بتون کو اجازت ہوگی کہ اپنے پرستش کرنے والونکی شفاعت کرین ہرگز نہین بلکہ اجازت اونہین مقبولان بارگاہ الٰہی کو ہوگی جنکی تعظیم و توقیر تمام خلق مین کرانی منظور ہے وہ کون ہین ہمارے سید الاکوان علیہ الصلوٰۃ والسلام ہین جنکی شان مین ارشاد ہے تعزروہ وتوقروہ وتسبحوہ بکرۃ واصیلا۔ اور اونکے اتباع اور طفیلی جیساکہ صحیح احادیث سے ثابت ہے جو بخاری شریف وغیرہ مین موجود ہین۔

یہان تہوڑا سا اور بھی غور فرمالین کہ عرصہ محشر مین جب تمام لوگ خدائے تعالے کے روبرو حاضر ہونگے اور کسی قسم کی روک ٹوک نہوگی تو ایسے موقعہ مین خدائتعالے سے خواستگار مغفرت نہوکر کل اہل محشر ہماری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کس غرض سے آئینگے۔

اسکا جواب یہی ہوسکتا ہے کہ وہان کے مصائب سے رہائی پاکر جنت مین داخل ہونیکے لئے آپ سے مدد چاہینگے اب کہئے کہ یہ استعانت بالغیر ہوئی یانہین اگر استعانت بالغیر مطلقا شرک ہے تو خدائے تعالی کے روبرو یہ شرک کیسا؟ پھر یہ ثابت ہے کہ حق تعالی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کو قبول فرماکر عموماً مقبولان بارگاہ کو شفاعت کی

اجازت عطا فرمائیگا اس سے ظاہر ہے کہ خدائے تعالی کو اپنے مقبول بندون کی وجاہت تمام عالم مین مسلم کرانا منظور ہے کیونکہ باطنی طور پر شفاعت کے اسباب اونھی لوگون کے حق مین قائم ہونگے جو علم ازلی مین قابل بخشایش ٹھیر چکے تھے ایسے لوگون کو بطور خود نہ بخشکر اونکے لئے شفاعت کا وسیلہ قائم کرنا اس بات پر دلیل واضح ہے کہ صرف اون حضرات کو سب لوگ معزز و مکرم سمجھین اور اونکے احسانات کے ممنون ہون۔

اب رہی یہ بات کہ کیا شفاعت صرف قیامت ہی مین ہوگی سو اسپر کوئی دلیل نہین بلکہ ہر مسلمان کو حکم ہے کہ مسلمانون کی مغفرت وغیرہ کے واسطے دعا کیا کرین۔ یہ دعا شفاعت نہین تو اور کیا ہے؟۔

شاید یہان یہ اعتراض کیا جائیگا کہ اولیاء اللہ کی زیارت کو جاکر اون سے مرادین مانگتے ہین یہ شرک ہے اسکا جواب یہ ہے کہ اپنے حاجت روائیونکے واسطے شفاعت طلب کرنا تو کسی طرح شرک نہین ہوسکتا اب رہا یہ کہ وہ سنتے ہین یا نہین سو یہ مسئلہ دوسرا ہے اسکے دلائل کتب کلامیہ مین مذکور ہین اتنا تو قرآن شریف سے بہی ثابت ہے کہ خدائے تعالے اونکو لوگون کی باتین سنا سکتا ہے کَمَا قَالَ تَعَالٰی۔ اِنَّ اللّٰہَ یُسْمِعُ مَنْ یَّشَآءُ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ۔ یعنے تم مردون کو نہین سنا سکتے اور اللہ جسکو چاہتا ہے سناتا ہے جب یہ ثابت ہے کہ خدائے تعالے اونکو زائرین کے باتین سناتا ہے جیسا کہ احادیث مین مذکور ہے تو دور رہنے والونکی دلکی باتین بھی

اونکو سنا دے تو کیا تعجب ہے پھر قطع نظر اسکے کہ وہ سنین یا نہ سنین جب خدائے تعالے
کو بھی منظور ہے کہ اونکو نیکنام کرے جیسا کہ ابھی معلوم ہوا تو جن امور مین لوگ اون سے
شفاعت چاہتے ہین خود اونکی حاجت روائیان کردے تو کیا بعید ہے یہی وجہ ہے
کہ باوجودیکہ صدہا سال گذر گئے ہین مگر اولیاء اللہ کی قبرون پر میلے لگے رہتے ہین
اگر لوگون کی مرادین اونکے طفیل مین حاصل نہوتین تو کسکو غرض تہی کہ مشقتین
اٹھا کر اونکی زیارتون کو جائے اور ہزارون روپیہ ایصال ثواب کیلئے خرچ کرے
یہ فقط اونکی مقبولیت کا اثر ہے ورنہ صدہا سلاطین مر گئے اور اپنا نام باقی
رکہنے کے لئے لاکھون روپیون کی گنبدون مین مدفون ہوئے مگر کوئی اونکو
پوچہتا بھی نہین صحیح حدیث شریف مین وارد ہے کہ جب حق تعالی کسی بندہ کو
دوست رکہتا ہے تو لوگون کے دلون مین اوسکی محبت ڈال دیتا ہے انتھے۔
چنانچہ اوسکے یہی اسباب ہوتے ہین کہ لوگونکی مرادین اونکے طفیل مین حاصل ہونے
لگتی ہین جب خدائے تعالی اپنے دوستون کا حامی ہو تو اونکی توہین کرنے اور مسلمانون
کو اونکی تعظیم و توقیر کرنے سے مشرک بنانا کسقدر خدائے تعالی کے مرضی کے خلاف ہوگا
ہان اسکا اہتمام کرنا ضرور ہے کہ اونکی نسبت یہہ خیال نہ کیا جائے کہ اگر خدائے تعالی
کسی کام کو نہ بھی چاہے تو وہ مستقل طور پر کر سکتے ہین ۔
الحاصل شرک کے دائرہ کو اسقدر وسیع کرنیکے کوئی ضرورت نہین کہ حتی الامکان کل
یا اکثر مسلمان اسمین داخل ہو جائین اسی توسیع کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ جنکو اسلام سے کوئی

تعلق نہین کل مسلمانون بلکہ صحابہ تک کو مشرک قرار دے رہے ہین نعوذ باللہ من ذالک۔

کلام اسمین تھا کہ مولوی انجنیر صاحب درود وغیرہ کو شرک بتاتے ہین

اونکو یہ خیال کرنا چاہیئے تھا کہ حق تعالی فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ

عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

یعنے اللہ تعالی اور فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہین۔ اے مسلمانو

تم بھی اون پر درود اور سلام بھیجو انتھے۔

جب حق تعالی نے ہمین درود وسلام بھیجنے کا حکم فرمایا ہے تو ہم اس امر الٰہی کے امتثال مین جب تک مشغول رہینگے عبادت الٰہی مین رہینگے خواہ نماز مین ہون یا خارج نماز۔ معلوم نہین کہ نماز مین عبادت کرنا کیون بُرا سمجھا جارہا ہے۔

انجنیر صاحب کو یہ بھی معلوم نہین کہ درود اور رحمت الٰہی کیا چیز ہے اونہون نے اسکا مطلب یہی سمجھا ہے کہ درود وسلام بھیجنا حضرت کو دُنیا مین واپس بُلانا ہے جیسا کہ اونہون نے جو مثال اکبر بادشاہ کی دی ہے اوس سے واضح ہے۔ اب کہیئے کہ ایسی سمجھہ والے شخص کو دین سے کیا تعلق جاہل سے جاہل مسلمان بھی درود کے یہ معنی نہین سمجھتا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اون کو عالم مابعد الموت پر ایمان ہی نہین ہے اونکا خیال ہے کہ جو کچھہ ہوتا ہے اسی عالم مین ہے نہ دوسرا عالم ہے نہ اوسمین رحمت الٰہی کی ضرورت ہے۔ کل اہل اسلام جانتے ہین کہ جس شخص کو آخرت پر ایمان نہو وہ مسلمان ہی نہین کیونکہ تمام قرآن شریف مین مضمون یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ

صدہا جگہ مذکور ہے اب جو لوگ انکے نام اور دعوی عمل بالقرآن کو دیکھکر دہوکے
مین پڑے ہوے ہین اون کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ صرف دہوکہ ہی دہوکہ ہے۔
دیکھہ لیجئے کلمۂ طیبہ کی نسبت لکھتے ہین کہ محمّد الرسول اللہ سے توحید کی
مٹی پلید کی اور معاذ اللہ اس جملہ کو گوبر کیساتھہ تشبیہ دی اب اون مین اور آریہ
وغیرہ مخالفین اسلام مین فرق کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ جیسے آریہ وغیرہ ہمارے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت مغلظات سناتے ہین اور ہمارے دین کی توہین
کرتے ہین یہ بھی وہی کام کر رہے ہین۔ تمام مسلمانون بلکہ صحابہ تک کو مشرک کہدیا
اور درباطن قرآن پر الزام لگایا کہ اب تک قرآن نے جو تعلیم کی جسکے تمام مسلمان
قائل ہین یہ شرک کی تعلیم تھی اب بہی اگر مسلمان لوگ اونکو مسلمان اور اہل قرآن
سمجھین تو اون کی عقل کی خوبی ہے۔

اونہون نے جو انجمن قائم کی ہے جسکے مقاصد یہ ہین۔ اتحاد مذاہب عالم۔
تعصب کی بیخ کنی۔ کتب الہامی کی باہمی مساواتون کو پبلک مین پیش کرنا۔ ادیان
مختلفہ کی باہمی نقائض دور کرنے کے لئے دودہ کا دودہ پانی کا پانی الگ کردکہانا وغیرہ
وغیرہ۔ اس سے ہی ظاہر ہے کہ اونکو خاص اسلام سے کوئی تعلق نہین۔ جو نسبت
اونکو اسلام کے ساتھہ ہے وہی کل مذاہب کے ساتھہ ہے البتہ مغلظات سنانے مین
مسلمانون کی طرف اونکا روئے سخن زیادہ ہے اس وجہ سے کہ مسلمانون کی حالت
جو ان دنون ہے ظاہر ہے۔

انجنیر صاحب جو کل مذاہب کو ایک کرنے کی تجویز نکالی ہے اوسکی مثال بعینہ ایسی ہے کہ کسی گورنمنٹ کی رعیت ایسا قاعدہ قرار دے کہ سب گورنمنٹوں کے نزدیک جو بات مسلم ہو مثلاً یہ کہ ہر گورنمنٹ کا فرض منصبی انتظام ہے سو ہم اپنے طور پر کر لینگے خاص خاص ٹکسین وغیرہ خدمات جو گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہین اونکی کوئی ضرورت نہین۔ تو کیا ایسے لوگ کسی ایک گورنمنٹ کی رعیت سمجھے جائینگے یا سب سے باغی سمجھے جائینگے۔

اگرچہ انجنیر صاحب کی انجمن کا مقصود یہ ہے کہ تمام روے زمین کے مذاہب ایک ہو جائین تو سب جھگڑے مٹ جائینگے۔ مگر یہ صرف خیال ہی خیال ہے تعصب مذہبی کسی مذہب والے کو ہرگز اسطرف آنے نہ دیگا۔ اور جن کو تعصب مذہبی نہو اونکی لامذہبی خود ایک مذہب ہو جائیگی اور اوسکا تعصب ضرور ہوگا۔

دیکھہ لیجئے کہ جتنے لامذہب ہین اونکو اتنا تعصب ہے کہ اہل مذہب کو نہین باوجودیکہ مسلمان کہلاتے ہین مگر جن لوگون کو مسلمان سمجھتے ہین اونکی توہین مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھتے خصوصاً مولوی اور مشائخین کے تو خون کے پیاسے ہین۔ کہئے یہ تعصب نہین تو کیا ہے۔

ندوۃ العلماء اس غرض سے قائم ہوا تھا کہ کل اہل مذاہب مین باہمی صلح کرائین مگر بجائے صلح کے ایک نئی مخالفت قائم ہو گئی چنانچہ طرفین سے رسالہ بازیان اتنی ہوئین کہ ہزار ہا روپیہ اوسمین صرف ہوئے اور پہلے سے جن علماء و مشائخین مین اتحاد

مذہبی کی وجہ سے اتحاد تھا اون مین سخت دشمنی واقع ہوگئی۔ حالانکہ اوسمین کل
مذاہب کو ایک کرنا مقصود نہ تھا بلکہ صاف اعلان دیا گیا تھا کہ ہر مذہب والے اپنے
مذہب پر قائم رہین مگر صرف باہمی جھگڑے ترک کردین۔ غرض کہ انجمن اتحاد مذاہب
عالم ایک نئی مخالفت کی بنیاد قائم کررہی ہے چنانچہ ابہی سے دل آزار کلمات کی
بہرمار شروع ہوگئی۔ کون مسلمان ہوگا کہ کلمۂ طیبہ جس پر اون کے دین کا مدار ہے
اوسکے نسبت یہ الفاظ سنے (معاذ اللہ محمد الرسول اللہ نے توحید کی مٹی پلید کی اور
اسلام کی بنیاد کو شرک کے گوبر سے لیپ دیا) اور اوسکو غصہ نہ آئے۔ کیا ایسے
کلمات نقض امن کے باعث نہون گے؟ کیا مسلمانون کے اشتعالک طبع اس سے
نہوگی۔ یہ بہی کوئی عقل کی بات ہے کہ کروڑ ہا مسلمانون کی دل آزاری کی جائے۔ ہم نے
مانا کہ مسلمان اسوقت کچھہ کر نہین سکتے جس کی وجہ سے ہرکس وناکس کو اس قسم
کی توہین پر جرأت ہوتی ہے مگر آخر ایک عقلمند امن دوست گورنمنٹ کے ظل حمایت
مین ہین۔

اہل اسلام تو انکے ان چند تقریرون کو سنکر مشتے نمونہ خروارے سمجھہ جائینگے اور ان
مذاہب کو تو دہٗ طوفان سے زیادہ وقعت نہ دینگے۔ مگر ہمارے نوخیز علماء کی فکر ہے
کہ یہہ حضرات ملانہ کے لفظ سے بہت ہی گھبراتے ہین۔ چنانچہ اسی ہیبت کے مارے
کہ کہین دین دار عالم ہونے پر گواہی نہ قائم ہوجائے جس سے ملانہ کہنے کا کسیکو موقعہ ملجائے
اکثر داڑہی کو رخصت ہی کردیتے ہین۔ جلسہ دستار بندی مین چند ساعتون کیلئے عالمانہ

لباس جو زیب بدن کیا تھا طاق نسیان مین رکھکر اس اندیشہ مین رہتے ہین کہ کہین
کوئی یاد کرکے ملانہ اپن کا دہبہ نہ لگا دے۔ اگرچہ حضرات جسطرح۔ الظاہر عنوان الباطن
کا کچھہ خیال نہ کرکے ہمشکل ہو گئے ہمزبان بھی ہو جائین اور ہان مین ہان ملانے لگین
تو بشری مشکل ہو گی۔ خدائے تعالی ان حضرات کو استقامت فی الدین عطا فرما کر گروہ
لایخافون لومۃ لائم مین شریک فرما دے آمین۔
ان حضرات کو ضرور ہے کہ اس آیہ شریفہ کے مضمون مین غور و فکر کرین قولہ تعالی
وَلَقَدْ كَانُوا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّونَ الْأَدْبَارَ وَكَانَ
عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُولًا قُلْ لَنْ يَنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِنْ فَرَرْتُمْ مِنَ الْمَوْتِ
أَوِ الْقَتْلِ وَإِذًا لَا تُمَتَّعُونَ إِلَّا قَلِيلًا قُلْ مَنْ ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُمْ مِنَ اللّٰهِ
إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوءًا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلِيًّا
وَلَا نَصِيرًا قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنْكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا
وَلَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلًا أَشِحَّةً عَلَيْكُمْ فَإِذَا جَاءَ الْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ
تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي يُغْشَى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُمْ
بِأَلْسِنَةٍ حِدَادٍ أَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ أُولٰئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوا فَأَحْبَطَ اللّٰهُ أَعْمَالَهُمْ
وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرًا۔ یعنے حالانکہ یہی لوگ اس سے پہلے خدا سے عہد
کر چکے تھے کہ دشمنون کے مقابلے مین پیٹھ نہ پھیرینگے اور اس عہد سے بازپرس ہو گی اے
پیغمبر اُن سے کہو کہ اگر تم موت یا قتل کے خوف سے بھاگتے ہو تو یہ بھاگنا کچھہ بھی نفع نہ دیگا

اور بھاگ ہی گئے تو دنیا مین تہوڑا فائدہ اٹہاوگے۔ اے پیغمبر ان لوگون سے کہو کہ خدا تمہارے ساتھہ کوئی بُرائی کرنی چاہے تو کون اس سے بچا سکے یا تمپر اپنا فضل کرنا چاہے تو کون اسکو روک سکتا ہے اور خدا کے سوا کوئی دوست اور مددگار وہ نہ پائینگے۔ خدا ان لوگون کو خوب جانتا ہے کہ کون تم مین سے دیر کرتے ہین اور اپنے بھائیون سے کہتے ہین کہ ہماری طرف چلے آؤ اور جنگ مین بہت کم آتے ہین وہ تمہاری مدد کرنے مین بخل کرتے ہین پھر جب ڈر کی کوئی بات پیش ہو جاتی ہے تو انکو دیکہتے ہو کہ مأیوسانہ تمکو دیکہتے ہین انکی آنکھین ایسی گھومتی ہین جیسے کسی پر بیہوشی طاری ہو پھر جب ڈر کا وقت گیا تو دل خراش باتون سے تمکو ایذا دیتے ہین خیر پر وہ بہت بخیل ہین یہہ لوگ حقیقتاً ایمان لائے ہی نہین تو خدا نے انکے ہر عمل کو جو کچھہ بہی کئے تھے اکارت کر دئے اور اللہ کے نزدیک یہہ آسان سی بات ہے انتھے دیکھئے موقعہ جنگ مین جا کر شہید ہو جانا کوئی آسان بات نہین مگر جن لوگون نے باوجود اقرار شرکت کے بمقتضاے بشریت اس سے پہلو تہی کی انکو کیسی زجر و توبیخ ہو رہی ہے یہانتک تو ہوا کہ انکے اعمال حبط کر دیے گئے اب یہہ حضرات غور فرماوین کہ جب دینی مدارس مین علوم اسلامیہ کی تحصیل کے لئے گئے اور مخالفین اسلام کے مقابلہ کا سامان اور آلات فراہم کر لیا تو گویا یہہ وعدہ کیا کہ ہم انکے مقابلہ مین پیٹھہ نہ پھیرینگے پھر اگر انکے چند توہین آمیز کلمات کی بھی برداشت نہ کر کے انکے مقابلہ

سے پیٹھ پھیر دین تو کیا اسکی بازپرس نہ ہوگی کہ باوجود آلات واسباب مناظرہ
جمع کرنے کے کیون جبن اختیار کیا اور ایسے نازک وقت مین کہ مخالفین اسلام
ہر طرف سے یورشین کر رہے ہین اور اعتراضون کی بوچھاڑ ہو رہی ہے جس سے
گروہ کے گروہ اسلام سے خارج ہوتے جاتے ہین باوجود قدرت کے اسلام
کی مدد نہین کی اور چند روزہ زندگی کو آسودگی مین بسر کرنے کی غرض سے اسلام
کو بیکسی کی حالت مین چھوڑ دیا اور اپنے بھائیون کو ان بے رحمون کے ہاتھ سے
جو ابد الآباد کے عذابون مین مبتلا کرتے جاتے ہین۔ دیکھکر کچھہ بھی غمخواری نہ کی۔
حق تعالی اہل اسلام کو توفیق عطا فرماوے کہ اپنے اپنے فرائض منصبی ادا
کرنے مین کوتاہی نہ کرین تاکہ بحسب وعدۂ ان تنصروا اللہ ینصرکم
حق تعالی کی نصرت متوجہ ہو۔

واضح رہے کہ جتنی حدیثین اس رسالہ مین لکھی گئین سب کنز العمال اور
ترغیب وترہیب منذری رح مین موجود ہین چونکہ یہ کتابین چھپ گئی ہین
اسلئے اصل احادیث اختصار کی غرض سے
نقل نہین کی گئین۔

مدرسۂ نظامیہ کے تحتانی طلبہ سے عام جلسوں مین اسغرض
سے تقریرین کرائی جاتی ہین کہ اونپر رعب مجلس رہی
انمین سے چند تقریرین جنمین کسیقدر مذاق علمی ہے ہدیۂ
ناظرین کیجاتی ہین ۱۲۔ مہتمم مقاصد الاسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام
علی رسولہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

(اما بعد) ایہا السادۃ الکرام۔ حدیث قدسی مین وارد ہے "کُنتُ کَنزاً
مَخفِیاً فَاَحبَبتُ اَن اُعرَفَ فَخَلَقتُ الخَلقَ" جسکا مطلب یہ ہے کہ
ذات بحت ایک مخفی خزانہ تھا اوسکی مشیت کا اقتضا ہوا کہ اپنی ذات کو جو جمیع صفات
کمالیہ کی مستجمع اور متضادہ و متبائنہ اوصاف کی جامع ہے جلوہ گر شہود و عیان کرے
اور اپنی بے رنگی کا جلوہ آئینہ رنگ ولون مین مشاہدہ فرمائے تو اوسوقت اوس نے
مخلوقات کے تخلیق کا سلسلہ چھیڑا۔ کائنات کے تکوین کی بنیاد ڈالی اور تمام عوالم
کو پیدا کر کے جلوہ افروز عالم ناسوت وشہادت ہوا۔ ؎

ازخود بخود آن یار گرانمایہ سفر کرد
ہم عین سفر بود وہم او حاصل فی العین
نے نے سفرے نیست درین رہ بحقیقت
ازعین شہودے تو اگر دور شود غین

چونکہ جب خلقت کی بڑی اور اہم غایت جیسا کہ مذکورہ حدیث قدسی سے ظاہر ہے

"معرفت" رکھی گئی تو اس غایت کی تکمیل کے لئے تمام موجودات مین صرف حضرت انسان ہی منظور نظر ٹھیرے جیسا کہ ارشاد ہے۔ قولہ تعالےٰ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا۔ جسکے مضمون کو حافظ شیرازی رحمہ اللہ تعالی نے یون سلک نظم مین منتظم فرمایا ہے ؎

آسمان بار امانت نتوانست کشید
قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

جب حضرت انسان بلحاظ منظور نظر ہونے کے مرضی خداوندی کے مطابق اپنی تیزی طبع کے باعث اس بھاری جوے کو اپنی گردن پر لیکر اس امانت کے ذمہ دار ہوگئے اور بطور فخر کے ؎

بار وجود خویش بنتابد دلم زضعف
لیکن ز بار عشق کشیدن ضعیف نیست

کا دعوی فرمانے لگے تو اوسوقت انکے امتحان کی غرض سے ایک بھاری اور قابل رشک وحدہ سلطنت کی زمام اختیار ان حضرت کے ہاتون مین دیا جانا مقدر ہوچکا۔

چونکہ زمینی سلطنت سب کے نظرون مین ایک بڑی نعمت عظمی خیال کیجاتی تھی اسلئے جب یہ خبر عالم ملکوت کے گوشگذار ہوئی تو پھر کیا تھا؟ تمام عالم بالا مین کھل بلی ورہلچل مچگئی

اور ہر گوشہ گوشہ سے چہ میگوئیان شروع ہوین اور اس تقسیم پر سخت ناراضگی کا اظہار ہونے لگا کما قال تعالی وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ یعنے جب تمہارے پروردگا نے فرشتون سے کہا کہ مین زمین مین اپنا ایک نائب اور خلیفہ بنانے والا ہون تو فرشتے بولے کیا تو ایسے شخص کو خلیفہ بناتا ہے جو اوسمین فساد پہیلائے۔ اور خونریزیان کرے۔ اگر تو بنانا ہی چاہتا ہے تو ہمکو بنا کہ ہم شب وروز تیری تسبیح و تقدیس مین مصروف رہتے ہین۔ اوسوقت خداوندتعالی نے اونکو یہہ کہکر خاموش کرادیا کہ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ یعنے مین اون باتون کو جانتا ہون جنکا تمہین علم بھی نہین۔ پھر اسکے بعد اس دعوے کو یون مبرہن کردیا کہ اس خدمت کے استحقاق اور تقرر کیلئے ایک امتحان قرار دیا گیا جس سے یہ ثابت ہوگیا کہ اگر اس نیابت و خلافت کا کوئی مستحق ہوسکتا ہے تو وہ صرف انسان ہے کما قال تعالی۔ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَی الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ قَالَ یٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ٥ یعنے اور آدم کو سب چیزون
کے نام بتلا دئے پہر اون چیزون کو فرشتون کے روبرو پیش کرکے فرمایا کہ
اگر تم اپنے دعوے مین سچے ہو تو ہمکو ان چیزون کے نام بتاؤ؛ بولے تو پاک
ذات ہے جو کچہہ تونے ہمکو بتادیا ہے اوسکے سوا ہمکو کچہہ معلوم نہین بے شک
وشبہہ تو ہی جاننے والا اور مصلحت کا پہچاننے والا ہے تب خدائے تعالے نے آدم
کو حکم دیا کہ اے آدم تم فرشتون کو ان چیزون کے نام بتادو پھر جب آدم نے
فرشتون کو اون چیزون کے نام بتادئے تو خدانے فرشتون کی طرف خطاب کرکے
فرمایا کیون ہم نے نہین کہا تھا؛ کہ آسمانون اور زمین کی سب مخفی چیزین ہمکو
معلوم ہین اور جو کچہہ تم اب ظاہر کرتے ہو وہ اور جو کچہہ تم ہم سے چہپاتے تھے
وہ سب ہمکو معلوم ہے۔

فرشتون نے اپنی خدمات تسبیح و تقدیس ظاہر کرکے خلافت آلہی کے لئے اپنا استحقاق
ثابت کرنا چاہا تھا اور انسان کے ظاہر حال سے دہوکے مین آکر اوسکو مفسد اور خونریز
بتایا کیونکہ وہ مٹی سے بنایا گیا تھا اور مٹی اجزائے مختلفۃ الطبائع سے مرکب ہے
جو غصیلا ہوگا وہ ضرور دوسرون پر زیادتی کرے گا۔

انسان کی عیب چینی سے فرشتون کا یہ مطلب تہا کہ وہ خلافت آلہی کے
لائق نہین لیکن فرشتے انسان کی جسمانی ساخت پر اوسکے دلی خیالات کو قیاس کرتے تھے
اور اس قیاس مین ایک طرح پر اس دعوی کا شائبہ بہی تہا کہ ہم انسان کے دل کا

حال جانتے ہین حالانکہ دلی خیالات پر مطلع ہونا خدا کا کام ہے تو یہ جو فرمایا ہو
کہ اگر تم اپنے دعوی مین سچے ہو" سو اس دعوی سے مراد وہی ضمنی دعوی ہے
جو فرشتون نے انسان کے دلی خیالات کے علم کا کیا تھا خدائے تعالے نے
فرشتون کو یون قائل کیا کہ تم انسان کے دلی خیالات پر بے ہمارے بتائے مطلع ہو تو
مخلوقات کے نامون پر بہی بدرجہ اولی مطلع ہوگے اذلیس فلیس۔
الحاصل خالق عالم جلّ وعلا نے آدمی کو ایک وضع خاص کا مخلوق بنایا ہے اوسکی
طبیعت مین مختلف جذبات ہین جنمین اعتدال کا قائم رکہنا محال نہین تو دشوار
ضرور ہے اوسمین شہوت وغضب کے تقاضے ایسے رکھے گئے ہین جو اکثر اوقات
عقل پر غالب آجاتے ہین۔
غرض فطرت انسانی مین معصیت کا بہت کچہہ رجحان ہے فرشتے جنکو تقرب بارگاہ الٰہی
کا شرف حاصل ہے اور ارواح مجردہ ہین انہون نے اپنے اوپر خیال کر کے سمجہا
ہوگا کہ انسان اپنے میلان طبعی کیوجہ سے خلافت الٰہی کے قابل نہین معلوم ہوتا چنانچہ
اونہون نے اس خدشے کو حضرت رب العزت کے حضور مین ظاہر کر کے مصلحت
خلق انسان پر مطلع ہونا چاہا اور خدائے تعالے نے فرشتون پر اون کا عجز ثابت کر کے
اون سے اقرار کرالیا کہ اون کا علم قاصر و محدود ہے مگر خدائے تعالی نے مصلحت
خلق انسان پھر بہی اونپر ظاہر نکی۔ سچ ہے۔

زاہد بہ نماز و روزہ ضبطے دارد ساقی بہ مے دو سالہ ربطے دارد

معلوم نشد کہ یار مصروف بکیست　　ہر کس بخیال خویش خبطے دارد

العرض اسطرح تائید غیبی سے حضرت انسان کا بول بالا رہا اور تمام مخالفون کو انکے آگے گردن طاعت خم کرتے ہی بنی اور جو اس سے سرتابی کیا اوسکو ابدالآباد غضب ولعنت خداوندی مین مبتلا رہنا پڑا کما قال تعالی وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ یعنے اور جب ہم نے فرشتون سے کہا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو شیطان کے سوا سب کے سب سجدے کے لئے جھک پڑے اوس نے نہ مانا اور شیخی مین آگیا اور نافرمان بن بیٹھا۔

حاصل کلام وخلاصہ مرام اینکہ جب حضرت انسان اس خدمت کے ہر طرح مستحق ثابت ہو چکے اور اس خدمت کا پروانہ حاصل کرنیکو بارگاہ ایزدی مین حاضر ہووے تو اوسوقت باری تعالی نے تمام انسانون کو جمع کرکے اونھی کی گواہی اور شہادت سے ایک اقرارنامہ لیا چنانچہ ارشاد ہے وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى۔ یعنے گواہ رکھا اونکے رب نے اونہی کو اونکے نفسونپر کہ کیا مین تمہارا رب نہین ہون؟ تو اونہون نے کہا کیون نہین بے شک تو ہمارا پروردگار پالن ہار ہے۔

این جان عاریت کہ بحافظ سپرد دوست　　روزے رخش بہ بینم وتسلیم وے کنم

اسکا مطلب یہ کہ خداوند تعالی نے انسان کے دلکو اسطرح کا بنایا ہے کہ ازخود اوسکو

معلوم ہوتا رہتا ہے کہ خدا ہے اور اکیلا ایک ہے اسکے لئے نہ کسی دلیل کی ضرورت ہے اور نہ کسی سمجہانے کی حاجت۔ انسان کا سرّ اوسکا کانشنس اور باطن آپ سے آپ گواہی دیتا ہے اور یہ خیال خود بخود اوسکے دل سے پیدا ہوتا ہے۔
غرض انسان کی فطرت مین خدا اور اوسکے تمام صفات کا تسلیم کرنا داخل ہے مگر چونکہ ان حضرت کے ضمیر ہی مین نسیان کا مادہ رکہا گیا تھا اسلئے جب ان بزرگوار نے اون تمام عہود و مواثیق کے بعد خلافت و نیابت کا جائزہ اور چارج لیا تو اپنی فطرتی مقتضا کے موافق خوش حالی کے نشہ مین سارے عہود و مواثیق تمام غایات و حکم کو فراموش کر گئے اور عیش و نشاط اور رنگ ریلیون مین مصروف ہوکر فرمانے لگے۔

ع

این دفتر بے معنی غرق مے ناب اولی

چونکہ یہ بزرگوار قدیمی عنایتون کے مورد اتم تھے اسلئے اسوقت ہی خداوند تعالی نے اپنے خاص لطف و کرم سے انکو محروم نرکہا اور اونکے اون بہولے ہوے عہود و مواثیق کے تذکر دیاد دہانی کی غرض سے وقتاً فوقتاً نبیون کو بہیجکر مطلع کرواتا رہا۔
انمین جو سعید ازلی تھے وہ تو اشارون ہی مین اپنے مقصود کو پا جاتے مگر شقی اور بدبخت کچہ دن تو راہ پر لگ جاتے پھر کچہ ایسا شیطان سر پر سوار ہوجاتا کہ تہوڑے ہی دنون مین سیدہی راہ کو چہوڑ گمراہی اور ضلالت مین مبتلا ہو جاتے۔
چنانچہ لکہا ہے کہ صرف بنی اسرائیل کی قوم بتیس سال کے عرصہ مین کئے بار مرتد ہوے

اور کئی بار نبیون کو بہیجنے کی ضرورت ہوئی۔ مگر چونکہ یہ نیابت و خلافت ارض محض امتحان کی غرض سے چند روز مستعار دیگئی تہی اور ایک روز چلکر اسکا سلسلہ بالکل منقطع ہونا تھا پھر جب آئندہ چلکر نیابت ہی کا اختتام ہونے کو تھا تو بناءً علیہ ضرور تھا کہ نبوت کا بہی خاتمہ ہوجائے اسلئے خداوند تعالی نے اس امر کو یون پورا کیا کہ سب سے آخر مین ایک ایسے نبی کو مرسل فرمایا جو اوسکے خاص برگزیدہ تھے جنکی نبوّت و حقانیت کا یہ اہتمام کیا گیا کہ پہلے انبیاؤن سے اونکی تصدیق پر عہد و پیمان لیا گیا جیسا کہ ارشاد ہے۔ قولہ تعالی وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ؕ يعنے جب اللہ تعالی نے پیغمبرون سے عہد لیا کہ ہم نے جو تمکو اپنی کتاب اور عقل سلیم دی اور پھر کوئی پیغمبر تمہارے پاس آئے اور جو کتاب تمہارے پاس ہے اوسکی تصدیق بہی کرے تو دیکہو ضرور اوسپر ایمان لانا اور ضرور اوسکی مدد کرنا اور فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا اور ان باتون پر جو ہم نے تم سے عہد و پیمان لیا ہے اوسکو تسلیم کیا ہے تو اون تمامون نے عرض کیا کہ ہان ہم اقرار کرتے ہین تو فرمایا اچھا آج کے قول و قرار کے گواہ ہو اور تمہارے ساتھ ہم بہی گواہ ہین۔

الغرض جب نبوت و رسالت کا سلسلہ اس فخر رسل اور خاتم الانبیاء کے بعد بالکل

مسدود ہی کر دینا قضائے الٰہی مین مقدر ہو چکا تھا تو اسلئے نبوّت و رسالت سے متعلق جتنے امور تھے اون سب کی بوجہ اتم و اکمل تکمیل و تتمیم کر دیگئی جیسا کہ ارشاد ہے۔ قولہ تعالی اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ یعنے آج مین نے تمہارے دین کو بالکل مکمل اور تمیم تمام نعمتون کو پورا کر دیا اور مین اسی سے راضی رہونگا کہ تم دین اسلام کے پابند رہو۔

جہان دین کے متعلق تمام باتون کی تکمیل کیگئی ہے وہان ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب بھی ایسی نازل کیگئی جو ظاہری و باطنی محاسن۔ صوری و معنوی خوبیون کی جامع اور حاوی ہے جیسا کہ ارشاد ہے قولہ تعالی ذَالِکَ الْکِتَابُ لَارَیْبَ فِیْہِ۔ یعنے یہ وہ کتاب ہے جسمین شک و شبہ کو بالکل دخل نہین۔ منجملہ اوسکی اور خوبیون کے ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس کتاب کا افتتاح ایک ایسی آیت سے کیا گیا ہے جو خاص خصائص کتاب محمّد صلّی اللہ علیہ وسلم سے ہے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے اُنْزِلَ عَلَیَّ آیَۃٌ لَمْ تُنْزَلْ عَلٰی نَبِیٍّ غَیْرِیْ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یعنے مجھپر ایک ایسی آیت نازل ہوی ہے کہ اس سے پہلے میری سوا کسی نبی پر نازل نہین ہوی تھی وہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے۔

یہان پر ایک شبہ وارد کیا جاتا ہے کہ یہ آیت جیسا کہ سورۂ نمل مین ہے

وَاِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمَانَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔" اور نیز آئندہ دوسرے احادیث سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت دوسرے انبیاء پر بھی نازل ہوئی ہے پھر تو یہ خاصۂ قرآن نر ہا۔

اسکا جواب مختلف طریقون سے دیا گیا ہے منجملہ اونکے ایک یہ بھی جواب ہے کہ آیت مذکورہ بلفظہ حضرت سلیمان علیہ السّلام وغیرہ پر نازل نہین ہوئی تھی بلکہ جو آیت اونپر نازل ہوئی ہے وہ اسکے ہم معنے زبان عبرانی وغیرہ مین ہے تو اسکے بعد پھر کسی قسم کا تعارض باقی نہین رہتا۔

حضرات۔ میری اس تمہید سے منکشف ہوگیا ہوگا کہ اسوقت مین بسم اللہ الرّحمن الرّحیم سے متعلق اسرار۔ نکات اور فضائل پر گفتگو کرنیوالا ہون کسی شاعر کا اقتباسی شعر ہے۔

ہست کلید در گنج حکیم
بسم اللہ الرّحمن الرّحیم

اسمین با مبنی بر کسرہ حرف جار ہے جو یہان الصاق یا استعانت کے معنے مین مستعمل ہے اور بسم اصل مین باسم تھا کثرت استعمال نے الف کو گرا دیا جسکے بعد بسم رہگیا۔ اسم مفرد منصرف صحیح ہے جسکا اعراب حالت رفعی مین ضمہ۔ حالت نصبی مین فتحہ اور حالت جری مین کسرہ سے ہوتا ہے صورت زیر بحث مین لفظ اسم مجرور لفظاً ہے جو مضاف بتقدیر لام ہے کیونکہ اسکا مضاف الیہ نہ ظرف ہے

اور نہ ہم جنس۔ اور یہان پر اضافت عام کی بطرف خاص ہے جیسے خاتم حدید جو فائدہ بیان کو وضوح کا دیتی ہے۔

اسم کے اشتقاق مین بصریون اور کوفیون مین اختلاف ہوا ہے۔

بصریون کا خیال ہے کہ یہ سمو سے مشتق ہے جسکے معنے علو کے ہین کیونکہ اسم کی شان اپنے قسیمین کے اعتبار سے بلحاظ عدم احتیاج کے مرتفع اور عالی ہے اسی وجہ سے اوسکو اسم کہا جاتا ہے۔

کوفیون کا خیال ہے کہ یہ وسم سے مشتق ہے جسکے معنے علامت کے ہین چونکہ اسم اپنے مسمی کی علامت ہوا کرتا ہے اسلئے اسکو وسم سے مشتق مانا ہے۔ مگر اس مذہب پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے جسکا جواب ابتک طرفداران کوفیین سے نہ بن پڑا اسی باعث اس مذہب کو محققین نحاۃ نے ضعیف خیال کیا ہے وہ یہہ کہ جب فعل بھی اپنے مسمیٰ پر دلالت کرتا ہے جسکو فریق مخالف بھی تسلیم کرتا ہے تو چاہیئے کہ وہ بھی اسم ہو جائے ویکون بین اقسام المقسم الواحد تباین کلی کا اصول باطل ہو جائے حالیکہ اسکا کوئی بھی قائل نہین۔

لفظ اللہ کا اصل بعض نحاۃ نے لاہُ بتلایا ہے پھر جب لام تعریف اوسپر داخل ہوا تو مثل العباس والحسن وغیرھما اسماء کے جاری مجرائے علم ہو گیا۔ ہو گا۔ فقط

بعض نحاۃ کے پاس وہ غیر مشتق اور علم ہے جسکا اطلاق واجب تعالی ہی کے
ساتہ مختص ہے غیر کو اوسمین شرکت نہین جنکی دلیل یہ آیت شریفہ ہے هَلْ
تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا یعنے توکسی کو خدا کے سوا جانتا ہے کہ اوسکا نام اللہ ہو۔

سیر کی بعض کتابون مین لکھا ہے کہ کسی شخص نے سیبویہ کو خواب مین
نہایت ہشاش وبشاش اور سرخرو دیکھا دریافت کیا آپکی مغفرت کا کیا باعث ہوا
انہون نے جواب دیا کہ بروقت پرسش میرا کوئی عمل کارگر اور مفید ثابت نہوا مگر
یہ کہ مین اپنی زندگی بھر اسی کا قائل رہا کہ لفظ اللہ اعرف المعارف اور اوس ذات کا
علم ہے جو جمیع صفات کمالیہ کی جامع اور مستجمع ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ صرف لفظ اللہ اسم اعظم ہے جو
اسمائے حسنیٰ مین اصل ہے کیونکہ تمام قرآن مین ہر اسم کے پہلے اسی سے شروع کیا گیا ہے
اور تمام اسماء کی اضافت اسی کی طرف ہوتی ہے۔

اب رہی یہ بات کہ جب اسم اعظم ہو تو چاہیئے کہ اسکے توسل کے بعد ہروقت دعا قبول
ہوا کرے سو اوسکے وجوہ دوسرے ہین اور یہ لفظ اللہ جیسا کہ ابھی معلوم ہوا ذات
واجب تعالی کا علم ہے جو لفظاً مجرور اور موصوف ہے۔

اور الرحمن صفت مشبہ کا صیغہ ہے جسمین الف نون زائدتان ہین اور یہ طے شدہ
مسئلہ ہے کہ کل زیادۃ فی اللفظ تفید زیادۃ فی المعنی اس لحاظ
سے اسکے معنے زیادہ رحم اور لطف کرنیوالے کے ہوئے۔

نحاۃ کا اسمین اختلاف ہے کہ آیا یہ غیر منصرف ہے یا منصرف جنہون نے شرط تاثیر یہ مقرر کی ہے کہ جب الف نون زائدتان کسی صفت کے صیغہ مین پائے جائین تو چاہیئے کہ اوسکا مونث فعلانۃ کے وزن پر نہ آئے اس لحاظ سے یہ انکے پاس غیر منصرف ہوگا اور جنہون نے یہ شرط لگائی ہے کہ اوسکا مونث فعلیٰ کے وزن پر ہونا چاہیئے تو اونکے پاس منصرف ہوجائیگا چنانچہ علّامہ ابن حاجب صاحب کافیہ لکھتے ہین ومن ثم اختلف فی رحمٰن یعنے انہی شروط کے باعث رحمٰن کے منصرف وغیر منصرف ہونے مین اختلاف ہوا ہے مگر بلحاظ اس قاعدے کے وبالاضافۃ واللام ینجر بالکسر الف لام داخل ہونے کے بعد بالاتفاق منصرف ہے۔

یہ خداوند تعالی کی ایک مختصہ صفت ہے اسکا استعمال اکثر مواقع مین بلاموصوف کے بھی کیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد ہے الرّحمٰن علی العرش استوی۔

سہیلی کا خیال ہے کہ یہ بھی اسم ہے صفت نہین ہے کیونکہ اعرف المعارف ہے جو خاصہ علمیت کا ہے چنانچہ انہون نے کفار کے اس مقولہ (وما الرّحمٰن یعنے رحمٰن کیا ہے) سے استدلال کیا ہے کہ اگر اعرف المعارف نہوتا تو یہ سوال ہی درست نہ تہا کیونکہ صفت کی تعریف ہی یہ ہے کہ وہ ذات مبہمہ پر دلالت کرے۔

الرّحمٰن یہ صفت اول ہے اور رحیم بروزن فعیل صفت ثانی ہے جو اسم فاعل کا صیغہ ہے یہ دونون رحمت سے مشتق ہین جنکے معنے محققین کے پاس بالکل ایک ہین

مگر رحمٰن خدائے تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے اسیوجہ سے وہ رحیم پر مقدم ہے کیونکہ وہ مثل علم ہوگیا جس سے ذات الٰہ الحق کے سوا دوسرا متصف نہین ہو سکتا لیکن مسیلمہ کذاب کی تعریف مین جو کسی شاعر نے رحمٰن الیمامہ کا استعمال کیا ہے سو وہ یا بطور شذوذ کے ہے یا یہ کہ معرف باللام مختص باللہ ہے ۔

الحاصل الرّحمٰن خاص ہے باعتبار لفظ کے کیونکہ اوسکا اطلاق غیر اللہ پر حرام ہے اور بلحاظ معنے کے عام ہے کیونکہ یہ صفت خاصہ تمام موجودات عالم کو شامل ہے اور الرّحیم اسکے برعکس ہے ۔

ان تین اسماء (اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم) کو بسم اللہ مین ذکر کرنیکی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید مین تین قسم کے لوگ مخاطب ہین کما قال تعالیٰ فمنھم ظالم لنفسہٖ ومنھم مقتصد ومنھم سابق بالخیرات یعنے بعض لوگ تو اپنے نفس کیلئے ظالم ہین ۔ بعض میانہ رو ۔ اور بعض سابق بالخیرات ۔ اب اس آیت مین خداوند تعالیٰ اس بات کی طرف اشارہ فرماتا ہے انا اللہ للسّابقین یعنے مین سابقین کا اللہ ہون الرّحمٰن للمقتصدین یعنے میانہ رؤون کا رحمٰن ہون الرّحیم للظّالمین یعنے ظالمون کے لئے رحیم ہون ۔

اور نیز اس بات کی طرف بھی ایما ہے کہ مین اللہ عطاؤن کا دینے والا ۔ رحمٰن لغزشون سے درگذر کرنے والا ۔ اور رحیم جفاؤن سے تجاوز کرنے والا ہون گویا خداوند تعالیٰ اپنے کمال رحمت سے فرماتا ہے کہ مین تمہارے وہ راز و اسرار جانتا ہون

کہ اگر اون سے تمہارے والدین واقف ہون تو تم سے جدائی کرلین تمہاری
بیوی کو معلوم ہو تو جفا کیلئے تیار ہو جائے۔ تمہاری لونڈی یا باندی کو معلوم
ہو تو تم سے فرار ہونے اور بھاگنے پر مستعد ہو اور اگر تمہاری جارا ور پڑوسی
کو معلوم ہو تو گہر دار کو تباہ وخراب کرکے خیر باد کہنے کے لئے آمادہ ہو جائے
لطف یہ ہے کہ مین یہ سب کچہ جانتا ہون مگر اپنے کرم اور ستاری سے اون
سب کو مستور رکھتا ہون اور فوراً انتقام نہین لیتا تاکہ تمہین معلوم ہو جائے
کہ مین اللہ الرحمن الرحیم اور الہ حق کریم ہون و لنعم ما قیل
فی هذا المعنی ؎

اگر باپدر جنگ جوید کسے — پدر بیگمان خشم گیرد بسے
وگر خویش راضی نباشد زخویش — چو بیگانگانش براند زپیش
وگر بندہ چابک نیاید بکار — عزیزش ندارد خداوندگار
وگر بر رفیقان نباشد شفیق — بفرسنگ بگریزد ازوے رفیق
وگر ترکِ خدمت کند لشکری — شود شاہ لشکر کش ازوے بری
ولیکن خداوند بالا و پست — بعصیان در رزق برکس نہ بست

شرح مواہب لدنیہ مین لکہا ہے کہ یہ تینون اسم یعنے اللہ الرحمن الرحیم
اسم اعظم ہین۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام نے حضرت

عیسی علیہ السّلام کو ایک اوستاد کے سپرد کین تاکہ اونکو تعلیم دین اوستاد نے
اون سے کہا بسم اللہ الرّحمن الرّحیم لکھو تو عیسی علیہ السّلام نے کہا کہ
بسم اللہ کیا ہے اوستاد نے کہا مجھے معلوم نہین آپ نے فرمایا بسم اللہ
کا ب خداوند تعالی کی رونق سین اوسکی ارتفاع میم اوسکی مملکت
پر دال ہے اللہ اس بات کو بتلاتا ہے کہ وہ معبود برحق ہے جسکی طرف
حاجتون کے درپیش اور سختیون کے نازل ہونے کیوقت تضرع اور زاری کیساتھ
توجہ کیجاتی ہے رحمن دنیا اور آخرت مین مہربان ہونے کو بتلاتا ہے اور
رحیم اس بات کی طرف اشارہ کررہا ہے کہ آخرت کی خاص مہربانی اوسی کے
قبضۂ قدرت مین ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم صلّی اللہ علیہ
وسلم پر بسم اللہ الرّحمن الرّحیم نازل ہوا تو ابر مشرق کی جانب دوڑا ہوا اون
مین سکون پیدا ہوگیا سمندرون مین مدوجزر شروع ہوا تمام بہائم کان لگا دئے
شیطانون پر آسمانون سے سنگساری کیگئی اور خداوند تعالی نے اپنے عزت و جلال کی
قسم کھا کر فرمایا کہ جو کوئی شخص کسی چیز پر بسم اللہ لکھے ضرور اوسمین برکت ہوگی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص دوزخ کے
اونیس[۱۹] زبانیہ فرشتون سے نجات پانا چاہے تو اوسکو لازم ہے کہ بسم اللہ
الرّحمن الرّحیم جسمین اونیس[۱۹] حرف ہین پڑھا کرے کیونکہ اللہ تعالی ہر حرف کے

عوض اوسکے لئے ایک ایک سے بھلائی مقرر کرا دیتا ہے۔
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اوستاد جب کسی شاگرد کو بسم اللہ پڑھنے کیلئے کہتا ہے تو شاگرد۔ اوستاد اور اونکے والدین کیلئے دوزخ سے برأت لکھی جاتی ہے۔
حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ جب آدمی کسی مصیبت مین مبتلا ہو تو اوسکو بسم اللہ الرحمن الرحیم کا ورد رکھنا چاہئے کیونکہ اسکی برکت سے اللہ تعالی اوسکی جتنی بلاؤن کو چاہے پھیر دیتا ہے۔
ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ جو شاندار کام بغیر بسم اللہ کے شروع کیا جائے وہ دم بریدہ اور ناقص رہ جاتا ہے۔
عطاء رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رات مین جب گدہے پکارنے لگین تو چاہئے کہ بسم اللہ اور اعوذ باللہ پڑہے۔
ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑہے تو اوسکے نامۂ اعمال مین ہر حرف کے عوض چار ہزار نیکیان لکھی جاتی ہین چار ہزار گناہ میٹ دئے جاتے ہین اور چار ہزار درجے بلند کئے جاتے ہین۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ بسم اللہ ہر کتاب کی کنجی ہے۔
شعبی رحمہ اللہ تعالی سے مروی ہے کہ کل صحابہ کا اجماع ہوگیا ہے کہ اشعار

کے پہلے بسم اللہ الرّحمن الرّحیم لکھنا مکروہ ہے۔

مروی ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ سے فرمایا اے معاویہ۔ دوات کو نیچے رکھکر لکھا کرو قلم کو محرف یعنے ٹیڑھا خط دو۔ ب کو سیدھا لکھو سؔ کے وندانے کھلے کھلے بناؤ لفظ اللہ کو خوبصورت لکھو میم کو غائر مت لکھو رحمٰن کی نون کو بڑی لکھو رحیم کو عمدگی سے لکھو اور قلم کو بائین کان پر رکھا کرو کیونکہ اس سے مضامین یاد پڑتے ہین۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس شخص نے زمین پر سے ایک ایسی کاغذ کو جسمین بسم اللہ لکھا ہو تعظیم کی غرض سے اٹھا لیا تو اللہ تعالی اوسکا نام صدیقون مین لکھتا ہے اور اوسکے مان باپ سے عذاب مین تخفیف کر دی جاتی ہے اگرچہ کہ کافر ہون۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم جب بسم اللہ پڑھتے تو مشرکین مکہ آپ سے تمسخر کے طور پر کھتے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو یمامہ کے خدا کو یاد کرتا ہے کیونکہ مسیلمہ کذاب ہی اپنے کو رحمن کہلواتا تھا جب یہ آیت نازل ہوی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے جہر سے پڑھنے کو ممنوع فرمادیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بسم اللہ کو خفیۃً پڑھتے تھے۔

۵۱

حضرت ابن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے باپنے مجھکو نماز مین بسم اللہ

زور سے پڑھتے ہوئے سنا فرمایا اے بیٹے مین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی ہے مگر مین نے بسم اللہ کو جہر سے پڑھتے ہوئے کسی کو نہین سنا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بسم اللہ کو جہر سے پڑھنا اعراب کی قرأت ہے۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ امام کا بسم اللہ جہر سے پڑھنا بدعت ہے۔

مروی ہے کہ ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بیمار ہوئے اور درد شکم نہایت سخت ہو گیا انہون نے خداوند تعالیٰ سے اسکی شکایت کی اللہ تعالیٰ نے اونہین ایک بوٹی بتلائی جسکے استعمال کرنے سے اونکو شفا ہو گئی دوسرے دفعہ وہ مرض پھر عود کر آیا اس دفعہ حضرت نے خود سے جا کر اوس بوٹی کو استعمال فرمایا جس سے مرض اور بڑھ گیا اسوقت حضرت نے خداوند تعالیٰ سے سوال کیا کہ اے بارخدایا مین پہلے اسی بوٹی کو استعمال کر کے صحت یاب ہو چکا ہون اب کے بار بھی اوسی کو استعمال کرتا ہون مگر مرض بڑھتا چلا جون جون دوا کی۔

ارشاد ہوا اے موسیٰ۔ پہلی دفعہ تم ہمارے نام کو لیکر جھاڑ کے پاس گئے ہوئے تھے اسلئے کامیابی ہوی اور اس دفعہ خود سے گئے ہو اسلئے شفا مین تاخیر ہو رہی ہے اے موسیٰ۔ یاد رکھو میرا نام ہر مرض کی دوا اور ہر بیماری کا علاج ہے۔

فتوح الشام وغیرہ دیگر کتب تواریخ اور نیز تفسیر کبیر مین لکہا ہے کہ قیصر روم
(ہرقل) نے حضرت امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو لکہا کہ مجہی ایک زمانہ
سے درد سر کا عارضہ ہے جس سے دم بہر کے لئے بہی افاقہ نہین ہوتا آپ میری لئے
کوئی دوا روانہ فرمائے اوسوقت حضرت اوسکے پاس ایک ٹوپی روانہ فرمائے
جسکو سر پر رکہنے سے فوراً تسکین ہوتی تہی جب سر سے علیحدہ کر دی جاتی تو
پہر درد سر عود کر آتا۔ اس سے ہرقل کو نہایت تعجب ہوا اور اس ٹوپی کی
تلاش شروع کی اثنائے تفتیش مین ٹوپی کے اندر سے ایک کاغذ برآمد ہوا جسمین
بسم اللہ الرحمن الرحیم لکہا ہوا تہا اوسوقت ہرقل نے کہا سبحان اللہ
کیا بزرگ و برتر نام ہے جسکے برکت سے خدا نے مجھے شفا بخشی اور یہ ٹوپی اوسکے
خاندان مین نسلاً بعد نسلٍ بطور تبرک ترکے مین چلی آتی تہی کہ صاحب عموریہ تک
پہونچی پھر جب معتصم باللہ کا زمانہ آیا تو اتفاقاً وہ عموریہ مین پہونچا اور وہان
اوسکو شدت سے درد سر کا عارضہ لاحق ہوا اوسوقت صاحب عموریہ نے وہ
ٹوپی اوسکے پاس روانہ کی جب اوس نے اس تبرک کو اپنے سر پر رکہا تو فوراً
اوسکے درد سر مین سکون ہوگیا اوسکو اس سے نہایت حیرت ہوی اور اوس
ٹوپی کے کہولنے کا حکم دیا جسکو پارہ پارہ کرنے کے بعد اوسمین ایک کاغذ کا پرچہ نکلا
جسپر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکہا ہوا تہا۔ کتب تواریخ و سیر نیز تفسیر کبیر مین
لکہا ہے کہ ایک مجوسی نے حضرت خالد بن ولید سے عرض کیا کہ تم جو دعوے اسلام

رکہتے ہو اور اپنے مذہب کے سچ ہونیکے مدعی ہو تو بتاؤ کہ تم نے اسکے سچ ہونے کو کیونکر مان لیا اگر تم سچے ہو تو ہمکو بہی کوئی صداقت کی نشانی بتلاؤ اوسوقت آپ نے زہر ہلاہل اور سم قاتل طلب کیا اوسوقت آپ کے پاس ایک زہر کا ڈبہ لایا گیا جس کا ایک چہوٹا ٹکڑا بہی مہلک اور قاتل تھا آپ نے اوسمین کے تمام زہر کو اپنے ہاتہ مین لیا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر سب کہا گئے اور خدا کے فضل وکرم سے آپکو کوئی ضرر نہ پہونچا اوسوقت اوس مجوسی نے کہا کہ بیشک یہ دین بالکل سچا اور برحق ہے۔

مروی ہے کہ فرعون دعوے نبوت کرنے کے پہلے ایک مکان بنایا تہا جسکے دروازہ پر اللہ تعالی کا نام مبارک کندہ تہا جب دعوی نبوّت کیا اور موسی علیہ السلام اوسکی رہ نمائی کے لئے بہیجے گئے اور آپ جون جون ہدایت کرتے اثر برخلاف ظاہر ہوتا اوسوقت موسیٰ علیہ السّلام نے خداوند تعالی سے درخواست کی کہ الہی مین اسکو راہ راست کی ہدایت کیا اور وعظ ونصیحت مین کوئی دقیقہ اٹہا نرکہا مگر کوئی اثر ظاہر نہین ہوتا اور نہ اس سے کوئی خیر کی امید ہوسکتی ہے خداوند تعالی نے فرمایا۔ اے موسیٰ۔ شاید تمہارا مقصود اوسکے ہلاک کرنے کا ہے مگر اے موسیٰ۔ تم اوسکے کفر کو دیکہتے ہو اور ہماری نظر اوس کلمہ پر ہے جو اوسکے دروازہ پر کندہ ہے۔

الحاصل بسم اللہ الرحمن الرحیم مین وہ وہ برکات مستودع ہین جن سے

مملکت دنیا و آخرت حاصل ہو سکتی ہے۔ دیکھئے سلیمان علیہ السّلام نے صرف وانہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرّحمن الرّحیم کی برکت سے جنّ و انس پر حکومت کی اور اسی بسم اللہ کی تاثیر سے نوح علیہ السّلام کی کشتی غرق کی آفت سے محفوظ رہی کیونکہ جبوقت انہوں نے کشتی کا لنگر اٹھایا ہے تو بسم اللہ مجریھا و مرسٰھا کا ورد فرمایا تھا۔

الغرض بسم اللہ کے اتنے فضائل۔ برکات۔ اسرار اور نکات ہین جو حد شمار سے باہر ہین اسوقت فقط اسی قدر پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

ع کبھی فرصت سے سن لینا بہت ہے داستان میری۔

وما توفیقی الا باللہ وھو حسبی و نعم الوکیل وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اضعف عباد اللہ الوہاب

ابوتراب السید محمود الاواب الیافع اظلہ اللہ یوم لاظل الاظلہ تحت ظل نبیۃ الشافع